بسم اللہ الرحمن الرحیم — دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی کو ظاہر کر دیگا — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

آئینہ ہے یہ نور سرمد کا
عکس ہے یہ رخ محمد کا

چودھویں کا ہی چاند یہ البدر
فیض ہے ...

البدر

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلة

بیا در بزم احمد تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

... آئی چھاپ قادیان ہی
دہ ہمی شفا ہمی غرض دار الامان ہی

نمبر ۱۸ — ہر ایک ماہ کی انگریزی ۱-۸-۱۶-۲۴ کو دار الامان قادیان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے — جلد ۳

خریداروں کو اطلاع — اپنے احباب کو تازہ حالات پہونچانیکی خاطر یہ اخبار نہایت ارزاں قیمت پر جاری کیا گیا ہے اور اسکے اجرا اور قیام کا مدار قومی تعاون اور سرمایہ پر ہے اسکی بروقت اشاعت اور ایڈیٹوریل سٹاف کی تکمیل اور ذمہ داری کے لیے ضرورت ہے کہ اسکی اشاعت کم از کم پندرہ سو ہو اس لیے احباب سے التماس ہے کہ موجودہ حالت میں جبکہ ابتدائی حالت اشاعت بہت قلیل اور سٹاف نامکمل ہے اور کارخانہ کثیر اخراجات کا زیر بار ہے اگر کسیوقت اشاعت میں چند روز کی دیر ہو جاوے تو اخوت اور ہمدردی کے خیال کو دل و دماغ میں جگہ دیکر کبیدہ خاطر نہوں بلکہ اسکی اشاعت میں ترقی کوشش کریں اور مطلوبہ تعداد پیدا کرکے کارخانہ کو ہر ایک امر کا ذمہ دار بنادیں اپنے فرائض کو حتی الوسع دیانتداری سے بجالانیکی پوری کوشش کیجاتی ہے لیکن امور متعلقہ قضاء قدر سے ہر ایک لاچار ہے۔ منیجر

دس شرائط بیعت

اول بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جاوے شرک سے مجتنب رہیگا

دوم یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشوں کے وقت مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے

سوم یہ کہ بلاناغہ پنجوقت نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا اور حتی الوسع نماز تہجد کی پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کرکے اسکی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائیگا

چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

پنجم یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کریگا اور بہرحالت راضی بقضا ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لیے اسکی راہ میں طیار رہیگا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیریگا بلکہ آگے قدم بڑھائے گا۔

ششم یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہواوہوس سے باز آجائیگا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کریگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر یک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔

ہفتم یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا

ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا

نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائیگا۔

دہم یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہیگا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اسکی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
اندریں دیں آمدہ از مادریم
ہم بریں از دار دنیا بگذریم

آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
آں رسول کش محمد ہست نام
دامن پاکش بدست ما مدام

مہر او با شیر شد اندر بدن
جان شد و با جان بدر خواہد شدن
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام

ما ازو نوشیم ہر آبی کہ ہست
زو شدہ سیراب سیرابی کہ ہست
آنچہ ما را وحی و ایمائی بود
آں نہ از خود از ہماں جائی بود

ما ازو یابیم ہر نور و کمال
وصل دلدار ازل بی او محال
اقتدائی قول او در جان ما ست
ہر چہ زو ثابت شود ایمان ما ست

از ملائک و از خبرہائی معاد
ہر چہ گفت آں مرسل رب العباد
آں ہمہ از حضرت احدیت است
منکر آں مستحق لعنت است

معجزات او ہمہ حق اند و راست
منکر آں مورد لعن خدا ست
معجزات انبیاء سابقین
آنچہ در قرآن بیانش بالیقین

بر ہمہ از جان و دل ایمان ما ست
ہر کہ انکاری کند از اشقیاست
یکقدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

وہ الفاظ جنمیں حضرت بیعت لیتے ہیں۔ اور ہاتھ میں ہاتھ دیکر آپ فرماتے ہیں اور طالب تکرار کرتا جاتا ہے

اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ ۳ بار۔ آج میں احمد کے ہاتھ پر ان تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں جنمیں میں گرفتار تھا اور میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ جہانتک میری طاقت اور سمجھ ہے تمام گناہوں سے بچتا رہونگا اور دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ (۳ بار) رب انی ظلمت نفسی واعترفت بذنبی فاغفرلی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں۔ آمین۔

(پھر اسکے بعد آپ معہ حاضرین مجلس بیعت کنندہ اور اسکے متعلقین کے لیے دعا کرتے ہیں +)

نوٹ: بیعت کا اشتہار حضرت امام الزمان نے ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو دیا تھا۔ نومبر و دسمبر ۱۹۰۳ء تک اسکو ۱۴ سال ہو گئے ہیں جبکہ البدر اپنی پوری معنوں کے ساتھ اس چہاردہم سال کی یادگار میں جو اسکی فتح و نصرت کا زمانہ ہے قادیان سے طلوع ہوا

اہم اور ضروری خبریں پونچانیکی تجویز

گذشتہ ایام میں جبکہ اہل عملہ کے منتشر ہونیکی وجہ سے اخبار کی بروقت واشاعت میں غیر معمولی توقف ہوتا رہا ہے۔ میرے مکرم دوست جناب محمد حافظ صاحب ڈپٹی انسپکٹر علاقہ جموں نے ایک ..... اس مضمون کا ..... ارسال کیا۔

وہ سخت افسوس۔ کہ ایسے نازک وقت پر جبکہ اشاعت اخبار کی اشد ضرورت تھی۔ آپ کا اخبار بند ہو گیا۔ ایسے موقعہ پر مناسب تو یہ تھا۔ کہ آپ کوئی ایسی تجویز فرماتے۔ جس سے روز مرہ اخبار شایع ہوتا۔ برعکس اس کے آپنے ہفت روزہ بھی بند کر دیا۔ قیمت اخبار جسقدر مرضی ہو لگاویں۔ مگر اخبار روزانہ جاری کریں۔ تاکہ روز مرہ کے حالات سے اطلاع ہوتی رہے۔

ہمارے مکرم دوست کو جو دلی تعلق اور اخلاص سلسلہ عالیہ احمدیہ اور اس کے بانی مبانی حضرۃ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات سے ہے۔ وہ اس خط کے ایک ایک لفظ سے ترشح ہے۔ اور خدا وہ دن لاوے۔ کہ ایسے تشنہ لب احباب کی سیری کیلئے کسی روزانہ کا انتظام ہو جاوے۔ اس سے پیشتر جبکہ البدر کا اجرا ہوا تھا۔ تو میرے علامہ مجد صاحب اور سیر کوٹہ سے یہی الفاظ تحریر کئے تھے۔ کہ کاش کوئی روزانہ پرچہ قادیان سے نکلے۔ جو کہ روز مرہ کے حالات سے اطلاع دے۔

لیکن میری اپنی رائے یہ ہے۔ کہ جب تک قادیانی اخبارونکی سٹاف وغیرہ کا انتظام درست نہ ہوگا۔ تب تک روزانہ تو درکنار ہفتہ وار پرچہ کا باقاعدہ نکلنا بھی مشکل نظر آتا ہے۔ ہمعصر الحکم کی عمر اسوقت آٹھ سال کی ہے۔ اور اشاعت اسوقت ۴ صد سے کچھ زیادہ ہے۔ لیکن وہ ابھی تک باقاعدہ نہیں ہو سکا۔ البدر کی عمر اسوقت ایک سال ۷ ماہ کی ہے۔ اور اسکی اشاعت پوری پانصد بھی نہیں ہے۔ اور اس اثنا میں مینے اسکے فروغ اور استحکام کیلئے اس امر کی بھی کوشش کی۔ کہ محض ابتغاء لوجہ اللہ ایک دینی خدمت کی سر انجام دہی کیلئے کسی اپنے بھائی کو اس غرض سے اس کار خیر میں شریک کروں۔ کہ اسکی بروقت اشاعت ہو سکے۔ اور مالی ابتلاؤں سے نجات ہو۔ تاحال اسمیں مجھے پوری کامیابی نہیں ہوئی۔ اور جن نقصوں کے رفع کیلئے مین نے آسرا چاہا تھا۔ وہ جوں کے توں ہی رہے۔ علاوہ اسکے مینے البدر کی ضروریات کو اپنی ذاتی ضروریات پر بھی مقدم رکھا اور بفضل خدا رکھ رہا ہوں۔ لیکن تاہم میں دیکھتا ہوں۔ کہ گل مقصود ابھی ہاتھ آتا نظر نہیں آتا۔ اور میری رائے میں اس کے دو باعث ہیں۔ یا تو یہ صورت ابتلا کی ہے۔ کیونکہ سنت اللہ ہے۔ کہ ہر ایک عظیم الشان کام کے ابتدائی حصہ میں ضرور ابتلا ہوتا ہے اور یا اس کا باعث روحانی طور پر تقوائی کے بعض پہلوؤں کی کمی ہے۔ اور جوں جوں وہ خدا کے فضل سے پوری ہوتے جاوینگے۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے موافق مخرج پیدا کرتا جاویگا۔ کیونکہ اکثر دیکھا جاتا ہے۔ کہ بعض کاموں میں ظاہری طور پر تو بہت خلوص نظر آتا ہے۔ اور بظاہر وہ کام ایک دینی خدمت کے رنگ میں بھی ہوتا ہے۔ لیکن نفس کے اندر ایک ذاتی غرض پنہاں ہوتی ہے۔ جسکی خود انسان کو بھی خبر نہیں ہوتی۔ اور خدا تعالیٰ کو اس بات کا علم ہوتا ہے۔ پس جو لوگ مامورین اللہ سے سچا تعلق رکھنے والے ہوتے ہیں۔ انکے ساتھ خدا تعالیٰ کے وہ معاملات ہرگز نہیں ہوتے۔ جو کہ عوام الناس کے ساتھ ہوتے ہیں۔ اور اسی لئے انکی ترقی اور کامیابی میں وہ پنہانی ذاتی غرض روک ہو جاتی ہے۔ پھر جوں جوں اخلاص ترقی کرتا ہے۔ وہ روک اٹھتی جاتی ہے۔ پس ہر حال میں میں تو خدا کے فضل کا خواستگار ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں۔ کہ جو امور البدر کے استحکام اور فروغ کے مانع ہیں۔ وہ انکو رفع کر دے۔ ہماری نیتوں میں اخلاص عطا فرماوے۔ اور اس عمل کو اپنی رضامندی کا باعث اور باقیات الصالحات میں سے کرے۔

چونکہ البدر کے اجرا سے میری کوئی تجارتی اغراض مد نظر نہیں ہیں۔ اسی لئے میں ہر ایک صاحب درد بھائی کا مشورہ سننے اور اس سے امداد حاصل کرنے کیلئے طیار ہوں۔ اور تجربہ سے میں اس نتیجہ پر پونچا ہوں۔ کہ جب تک ایک منتظم اور ایک ایڈیٹر ورد دل سے کام کرنیوالے کارخانہ میں نہ ہونگے۔ اور خواہ کثرت اشاعت سے۔ خواہ قومی امداد سے۔ خواہ کسی اور ذی وجاہت خادم دین کے دلی ولولہ اور شوق سے۔ بحیثیت شریک کے۔ اسکی مالی حالت کا کفیل ہو جانے سے۔ خدا کا فضل شامل حال نہ ہوگا۔ اور سرمایہ کی حالت پختہ نہ ہوگی۔ تب تک پیارے ناظرین آپکی شکایتوں کا کوئی علاج نہیں ہے۔ اور جو صاحب ان امور کے متعلق مجھ سے دریافت کرنا چاہیں۔ میں بڑی خوشی سے انکے ساتھ خط وکتابت کرنیکو طیار ہوں

لیکن باوجود ان تمام کمزوریوں کے پھر بھی مینے ایک تجویز سوچی ہے۔ جس سے میں اہم اور ضروری خبریں بلا قید تاریخ وقتاً فوقتاً آپکی خدمت میں پونچا سکتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ اگر کم از کم ایک صد احباب ایسی خبروں کے لینے کے شائق ہوں۔ تو وہ کارخانہ میں ... ایک ایک روپیہ پیشگی ارسال کر دیویں۔ تب ایک سو درخواست معہ زر نقد کے آجانے پر یہ انتظام کیا جاویگا کہ چھوٹی یا بڑی سائیز کے کارڈ جنمیں مختلف اوقات پر اہم اور ضروری خبریں جو قابل اشاعت ہونگی۔ آپ کو پونچادی جایا کرینگی۔ یعنی آج کی ضروری خبر کل کی ڈاک میں روانہ ہو جایا کریگی۔ جب بیس کارڈ قریب الاختتام ہونگے۔ تو پھر آئیندہ خبر رسانی کیلئے ایک ایک روپیہ اور طلب کر لیا جاویگا۔ میری اپنی رائے میں موجودہ حالت میں سوائے اس انتظام کے اور کوئی بہتر طریق جلد خبر رسانی کا مشکل ہے۔ اور اگر کسی صاحب کے خیال میں ہے۔ تو وہ اطلاع دیویں۔ اور احباب کے نزدیک کس کس قسم کی خبریں زیادہ اہم اور ضروری ہیں جنکو وہ جلد حاصل کرنا چاہتے ہیں ان سے بذریعہ خط آگاہی بخشیں۔ اس کے متعلق جسقدر روپیہ آویگا۔ وہ اسوقت تک بطور امانت کے پڑا رہیگا۔ جبتک کہ ایکسو احباب کی درخواست معہ زر نقد کے پوری ہو جاوے۔

قادیانی مطابع کی مشکلات

قادیانی اخباروں کو مالی انتظامی مشکلات کا جو سامنا رہتا ہے اس کو حقیقی طور پر وہی شخص اندازہ کر سکتا ہے۔ جو کچھ عرصہ قادیان میں رہکر انکی جانچ پڑتال کرتا رہے۔ کارخانہ البدر کے مطبع انوار الاسلام کا سٹاف سوائے کاتب کے گذشتہ ہفتہ سے مکمل ہو گیا تھا۔ لیکن صرف مطبع سوائی کاتب کے کیا کر سکتا ہے۔ کاتبونکی وجہ قلت ہے۔ کہ دار السلطنت لاہور میں سٹیم پریسوں کے کھل جانیسے کسی کاتب کا میسر آنا مشکل ہے۔ دوسرے اگر آتا ہے۔ تو وہ غیر احمدی یا نیم احمدی ہونیکی وجہ سے قادیان رہنا پسند نہیں کرتا۔ اس لئے ہم احمدی کاتبوں کو خصوصیت سے توجہ دلاتے ہیں۔ کہ وہ اپنی جماعت میں سے کاتب اور مصلح سنگ طیار کرنیکی کوشش کریں۔ اور محض کاتب کی مشکلات کی وجہ سے یہ اخبار دیر سے نکلتا ہے۔ آخر مئی تک ایک ہمارے دوست نے البدر کی کتابت کا اہتمام اپنے ہاتھ میں لینا چاہا ہے۔ سو خدا اسے مبارک کرے اور ایفاے وعدہ کی توفیق دیوے۔ قادیانی مطابع کی مشکلات کا اندازہ باہر کی پبلک اسطرح سے بھی کر سکتی ہے۔ کہ میگزین جو کہ ماہوار رسالہ ہے۔ اور ہفتہ وار اخباروں کے بالمقابل اس کے اہتمام روانگی وطبع وغیرہ پر چہارم وقت کے قریب خرچ ہونا چاہیئے۔ اور باوجودیکہ جن مالی مشکلات میں اخبارات مبتلا رہتے ہیں۔ خدا کے خاص فضل سے وہ میگزین کے لاحق حال نہیں ہیں۔ تب بھی اسکی بروقت اشاعت میں غیر معمولی توقف ہو جاتا ہے۔ پس اس کے مقابلہ پر ہفتہ وار اخبارات جنکی استحکام کیطرف قوم کی توجہ بہت کم ہے۔ کہاں تک معذور رہیں۔

مولوی عبد المجید صاحب صا - اٹاوہ - آپکی رقم چندہ اخبار ۸ ر ماہ چ کے البدر میں زیر عنوان رسید نقد کالم ۱۱ میں طبع شدہ ہے بغور ملاحظہ فرماویں۔

نوٹ - ششماہی خریداروں کا حساب آخر جون سنہ ۶ کو ختم ہونیوالا ہے۔ اس لئے اطلاعاً گذارش ہے۔ کہ وہ یا تو خود چندہ ارسال فرما دیویں۔ ورنہ ۱۵ جون کے بعد انکے نام وی پی ارسال ہوگا۔

معاملات - ہمیں اپنے بعض ان احباب پر کمال افسوس ہے کہ جنہوں نے آج تک زر چندہ ارسال نہ کیا۔ ان کا وعدہ تھا۔ کہ عنقریب خود ارسال کر دیں گے۔ ہم نے عنقریب کی میعاد ۵ ماہ تک انکو دی۔ اور اب جبکہ کافی انتظار کے بعد وی پی ارسال کیا۔ تو وہ انکاری ہو کر واپس آگیا۔ اور سوائے دیگر احباب کی نازک طبایع نے یہ بھی نہ گوارا کیا۔ کہ ایک کارڈ سے ہی اطلاع دیویں۔ کہ وی پی کن وجوہات پر واپس کیا جاتا ہے۔

ملفوظات احمدیہ

۱۹- اپریل سنہ ۱۹۰۴ء
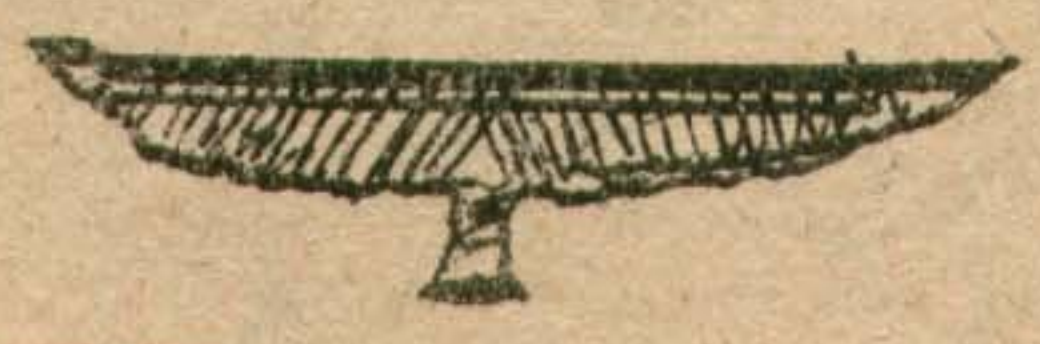
باوجود اس کے کہ انسان اپنے نفس کے اندر اختیار اور قدرت کا ایک مادہ پاتا ہے مگر پھر بھی وہ الٰہی قدرت کے تصرفات سے باہر نہیں ہے اور اسے ہر وقت اس بات کی ضرورت ہے کہ تمام قوتوں اور قدرتوں کا سرچشمہ جو اللہ کریم کی ذات ہے وہ اُس سے قوت طلب کرے اس طلب کرنے میں بھی اُسے خدا تعالیٰ کے فضل کی خاص ضرورت ہے بعض اوقات ایسے ہوتے ہیں کہ انسان ایک ضرورت کو محسوس کرتا ہے جانتا ہے کہ اُسکے لیے دعا کرنی چاہیے لیکن باوجود اس علم اور قدرت کے وہ دعا نہیں کرتا اور اُسے اسکے لیے انشراح صدر حاصل نہیں ہوتا بعض لوگ اس باریک سر اور تصرفات الٰہی کو مدنظر نہ رکھکر دعا پر اعتراض کرتے ہیں اُنکے ایسے اعتراضات پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

کہ اگر دعا اپنے اختیار میں ہوتی تو انسان جو چاہتا کر لیتا اسی لیے ہم نہیں کہہ سکتے کہ فلاں دوست یا رشتہ دار کے حق میں ضرور فلاں بات ہو ہی جاویگی بعض وقت باوجود سخت ضرورت محسوس کرنے کے دعا نہیں ہوتی اور دل سخت ہو جاتا ہے چونکہ اسکے سر سے لوگ واقف نہیں ہوتے اسلیے گمراہ ہو جاتے ہیں۔ اسپر ایک شبہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر جف القلم والی (یعنی مسئلہ تقدیر جس رنگ میں سمجھا گیا ہے) بات ٹھیک ہے۔ لیکن اسکا جواب یہ ہے کہ خدا کے علم میں سب سے ضرور ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ خدا تعالیٰ اسباب پر قادر نہیں ہے کہ فلاں کام ضرور ہی کر دیوے اگر ان لوگوں کا یہی اعتقاد ہے کہ جو کچھ ہونا تھا وہ سب کچھ ہو چکا اور ہماری محنت اور کوشش بیسود ہے تو درد سر کے وقت علاج کیطرف کیوں رجوع کرتے ہیں پیاس کے لیے ٹھنڈا پانی کیوں پیتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ انسان کے تردد پر بھی کچھ نہ کچھ نتیجہ ظاہر ہوتا ہے۔

دعا عمدہ شے ہے اگر توفیق ہو تو ذریعہ مغفرت کا ہو جاتی ہے اور اسی کے ذریعہ سے رفتہ رفتہ خدا تعالیٰ مہربان ہو جاتا ہے۔ دعا کے نہ کرنے سے اول زنگ دل پر چڑھتا ہے۔ پھر قساوت پیدا ہوتی ہے۔ پھر خدا سے اجنبیت۔ پھر عداوت۔ پھر نتیجہ سلب ایمان ہوتا ہے۔

جس مہدی کو لوگ مانتے ہیں وہ نکمی ہے اور اس کی نسبت احادیث میں بہت تعارض ہے لیکن ہمارا دعوٰی اس مہدی کا ہے جسکی نسبت کوئی شک نہیں۔

خدا بڑا رحیم کریم ہے اگر لوگ رات دن تضرع کریں۔ خیرات اور صدقات دیں تو شاید وہ رحم کرکے اس عذاب سے انکو نجات دے۔ اگر جماعت متفق ہو کر تضرع کیطرف متوجہ ہو تو اسکا اثر زیادہ ہوتا ہے۔

ہمارا آخری حصہ عمر کا ہے اور ہمیشہ تجربہ ہوا ہے کہ خدا تعالیٰ ہی غالب ہوتا ہے وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰۤی اَمۡرِہٖ وَلٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ۔ یوسف علیہ السلام کا قصہ ہی دیکھو کہ سب بھائی مصیبت زدہ ہو کر اُسی کے سامنے پیش ہوتے لیکن اُسے شناخت نہیں کر سکتے اگر یہ ہمارا مقدمہ ایک انسانی کاروبار ہوتا تو سب سے اول بیزار ہونے والا اس سے میں ہوتا مگر جبکہ اسکے قدم قدم پر خدا کا الہام ہوتا ہے تو معلوم ہوتا ہی ہیکہ یہ کسی اور کا امر ہے۔

فرمایا رابعہ بصری کو اُسی دن غم ہوتا تھا جس دن خدا کی راہ میں انھیں کوئی غم نہ ہوتا۔ مومن کسی نہ کسی ابتلا میں ضرور رہتا ہے۔

> یار سے چھیڑ چلی جائے اسد
> نہ سہی وصل تو حسرت ہی سہی

زندگی بڑھانے کے لیے ایسے کام کرنے چاہئیں جو خدا کی راہ میں ہوں۔ وہ احمق ہیں جو دنیا کو معشوق و محبوب بنا لیتے ہیں یہ نہیں سوچتے کہ آخر اُسے کام کیا آتا ہے۔

۲۳- اپریل سنہ ۱۹۰۴ء

ایک شخص نے حفاظت طاعون کے لیے دعا کی درخواست کی

فرمایا کہ اول اپنے اعمال درست کرو پھر دعا کا اثر ہوگا

مکر اللہ

مکر اللہ کے یہی معنی ہیں کہ انسان کی باریک در باریک تدابیر اور تجاویز پر آخر کار خدا کی تجاویز غالب آجاویں اور انسان کو ناکامی ہو۔ اگر کوئی کتاب اللہ سے اس فلاسفی کو نہیں مانتا تو دنیا میں بھی اسکی نظیر موجود ہے اور اسکے اسرار پائے جاتے ہیں۔ چور کیسی باریک در باریک تدابیر کے نیچے اپنا کام اور اپنی حفاظت کرتا ہے لیکن گورنمنٹ کی جو تجاویز باریک در باریک اسکی گرفتاری کی رکھی ہیں آخر وہ غالب آجاتی ہیں تو خدا کیوں نہ غالب آوے۔

احتیاط ضروری ہے

اگرچہ سوائے اذن الٰہی کے کچھ نہیں ہوتا مگر تاہم احتیاط کرنی ضروری ہے کیونکہ اُسکے لیے بھی حکم ہے۔ **احادیث** میں جو متعدی امراض کے ایکدوسرے سے لگ جانیکی نفی ہے اُسکے بھی یہی معنی ہیں ورنہ کیسے ہو سکتا ہے کہ امور مشہودہ اور محسوسہ کا انکار کیا جاوے۔ اس سے کوئی یہ نہ دھوکا کھاوے کہ یہ اعتقاد قال اللہ اور قال الرسول کے برخلاف ہے ہرگز نہیں بلکہ ہم تو قرآن شریف کی اس آیۃ پر عمل کرتے ہیں وَلَا تَرۡکَنُوۡۤا اِلَی الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا فَتَمَسَّکُمُ النَّارُ۔ رعایت اسباب کرنی قدیم سنۃ انبیا کی ہے جیسے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ میں جاتے تو خود و زرہ وغیرہ پہنتے اور خندق کھودتے۔ بیماری میں دوائیں استعمال کرتے۔ اگر کوئی ترک اسباب کرتا ہے تو وہ خدا کا امتحان کرتا ہے جو کہ منع ہے

سخت دل ہر ایک فاسق سے بدتر ہوتا ہے اور وہ خدا سے ابعد ہوتا ہے جو ٹیڑھی راہ اختیار کرتا ہے وہ بلا تلخی دیکھنے کے مرتا نہیں۔

---

۲۵ اپریل سنہ ۱۹۰۴ء

شام کیوقت اس امر کا ذکر ہو رہا تھا کہ خدا تعالیٰ کہانتک اپنے بندہ کی نصرت اور حفاظت کرتا ہے اسپر حضور نے ایک اپنا واقعہ سنایا۔ **فرمایا** کہ میں ایکدفعہ زحیر قولنج کے عارضہ میں مبتلا ہو گیا (پیچش جسکے ساتھ قولنج بھی ہو) نوبت یہانتک پہونچی کہ زندگی سے بالکل مایوسی ہو گئی۔ اور گھر کے سب لوگ اپنی طرف سے مجھے مردہ تصور کر بیٹھے حتیٰ کہ سورہ یٰسٓ بھی سنا دی گئی لیکن مجھ کو دراصل ہوش تھی اور میں سب کچھ دیکھ اور سن رہا تھا۔ لیکن چونکہ سخت تپش اور جلن تھی اسلیے بول نہ سکتا تھا۔ میں نے خیال کیا کہ اگر میں زندہ بھی رہا تو اس قسم کی صعوبت اور موت کی تلخی پھر بھی دیکھنی پڑیگی کہ اسی اثنا میں مجھ کو **الہام** ہوا وَاِنۡ کُنۡتُمۡ فِیۡ رَیۡبٍ مِّمَّا نَزَّلۡنَا عَلٰی عَبۡدِنَا فَاۡتُوۡا بِشِفَآءٍ مِّنۡ مِّثۡلِہٖ۔ اور تسبیح پڑھنے کا حکم دیا گیا۔ میں تسبیح پڑھ پڑھ کر شکم پر اور درد کی جگہ پر ہاتھ پھیرتا تھا ایک سکینت حاصل ہوتی جاتی تھی اور درد و الم وغیرہ رفع ہوتا جاتا تھا یہانتک کہ اسی سے بالکل آرام ہو گیا۔

فرمایا خوارق عادات کا علم اور ہے اور یہ امور بہت ہی

[illegible]

دقیق در دقیق ہیں۔ معمولی زندگی اور اسباب پرستی کی زندگی دہریت کی رگ سے اصل میں ملی ہوئی ہوتی ہے۔ حقیقی اور اصلی زندگی یہی ہے کہ خدا پر ایمان حاصل ہو جاوے۔ ایمان قوی اُسی وقت ہوتا ہے جب خصوصیت کے ساتھ خوارق عادت اور کثرت سے ہوں

ہماری خواہش یہ ہے کہ الٰہی تجلیات ظاہر ہوں جیسے کہ موسیٰ نے اَرِنِی کہا تھا ورنہ ہمیں تو بہشت کی ضرورت ہے اور نہ کسی اور شئے کی۔

۲ مئی سنہ ۱۹۰۴ء

ایک رئیس کا یہ خیال سنکر کہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ کہ دعا سے مشکل حل ہوتی ہے انکو بہت ہی کمزور کرنیوالا ہے آپنے **فرمایا** کہ جو دعا سے منکر ہے وہ خدا سے منکر ہے۔ صرف ایک دعا ہی ذریعہ خدا شناسی کا ہے اور اب وقت آگیا ہے کہ اسکی ذات کو طوعاً و کرہاً ماننا جاوے۔ اصل میں سب جگہ دہریت ہے آجکل کی محفلوں کا یہ حال ہے کہ دعا۔ توکل اور انشاء اللہ کہنے پر تمسخر کرتے ہیں ان باتوں کو بیوقوفی کہا جاتا ہے ورنہ اگر خدا سے انکو ذرا بھی انس ہوتا تو اُس کے نام سے کیوں چڑتے جسکو جس سے محبت ہوتی ہے وہ ہیر پھیر سے کسی نہ کسی طرح سے محبوب کا نام لے ہی لیتا ہے اگر انکے نزدیک خدا کوئی شئے نہیں ہے تو اب موت کا دروازہ کھلا ہے اسے ذرا بند کر کے تو دکھلاویں۔ تعجب ہے کہ ہمیں جس قدر اُسکے وجود پر اُمید ہے اُسی قدر وہ دوسرا گروہ اُس سے نااُمید ہے اصل میں خدا کے فضل کی ضرورت ہے اگر وہ دل کے قفل نہ کھولے تو اور کون کھول سکتا ہے اگر وہ چاہے تو ایک کتے کو عقل دیسکتا ہے اگر کسی باتونکو سمجھ لیوے ورنہ انسانکو محروم رکھ سکتا ہے

طاعون کو سب و شتم کرنا منع ہے کیونکہ وہ تو مامور ہے ہاں خدا سے صلح کرنی چاہیے کہ وہ اسے ہٹا لیوے۔

۴ مئی سنہ ۱۹۰۴ء

شام کیوقت جب مجلس منعقد ہوئی تو منی پور آسام سے ایک ڈاکٹر صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی نیاز حاصل کی۔ ڈاکٹر صاحب پہلے ہندو تھے عرصہ چوبیس سال سے مشرف باسلام ہیں حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سچے جاں نثار ہیں۔ منی پور آسام میں آپ ہمارے بھائی احمدی حضرت مولوی غلام امام صاحب عزیز الواعظین کی ہمراہ رہتے ہیں ڈاکٹر صاحب بیان فرماتے ہیں کہ مینے علاقہ بنگال وغیرہ کی طرف جہاں جہاں میں رہا ہوں مولوی صاحب جیسا خوشخصال اور فرخندہ حال اور پاکیزہ آدمی نہیں دیکھا

۲- آج دنکو مولوی محمد علی صاحب ایم اے منیجر و ایڈیٹر رسالہ ریویو آف ریلجنز کی طبیعت علیل ہو گئی اور درد سر اور بخار کے عوارض کو دیکھکر مولوی صاحب کو شبہ گذرا کہ شاید طاعون کے آثار ہیں جب اسبات کی خبر حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہوئی تو آپ فوراً مولوی صاحب کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے دار میں ہو کر اگر آپکو طاعون ہو تو پھر اِنِّی اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ الہام اور یہ سب کاروبار گویا عبث ٹھیرا۔ آپ نے نبض دیکھکر اُنکو یقین دلایا کہ ہرگز بخار نہیں ہے پھر تھرمامیٹر لگا کر دکھایا کہ پارہ اس حد تک نہیں ہے جس سے بخار کا شبہ ہو۔ اور فرمایا کہ میرا تو خدا کی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسے اُسکی کتابوں پر ہے۔

۳- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اندنوں لوگونکو اور بعض جماعت کے آدمیونکو بھی طرح طرح کے شکوک و شبہات پیش آرہے ہیں اسلیے میرا ارادہ ہے کہ ایک رسالہ لکھکر اصل حقیقت بیعت اور الہامات سے اطلاع دیجاوے جس سے لوگونکو معلوم ہو کہ بعض لوگ بیعت میں داخل ہو کر کیوں طاعون سے مرتے رہیں۔

۴- فرمایا کہ ان دنوں ایکدفعہ میری بغل میں ایک گلٹی نکل آئی مینے اُسے مخاطب ہو کر کہا کہ تو کون ہے جو مجھے ضرر دے سکے اور خدا کے وعدہ کو ٹال سکے ہے تھوڑے عرصہ میں وہ خود بخود ہی بیٹھ گئی

فرمایا مدت کا یہ میرا الہام ہے کہ آگ سے ہمیں مت ڈرا آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں

آگ ہماری غلام ہے

کی غلام ہے یہ ویسے ہی ہے جیسے حدیث شریف میں ہے کہ بعض بہشتی بطور سیر دوزخ کو دیکھنا چاہینگے اور اُسمیں اپنا قدم رکھیں گے تو دوزخ کہے گی کہ تونے تو مجھے بھی سرد کر دیا یعنی بجاے اسکے کہ دوزخ کی آگ اُسے جلاتی خادموں کیطرح آرام دہ ہو جاویگی۔ عادت اللہ یہی ہے کہ دو نار (دو آگ) ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں۔ محبت الٰہی بھی ایک نار ہے اور طاعون کو بھی نار کہا ہے لیکن انمیں سے ایک تو عذاب ہے اور دوسری انعام ہے اسی لیے طاعون کی نار کی ایک خاص خصوصیت خدا تعالیٰ نے رکھی ہے۔ اس میں آگ کو جو غلام کہا گیا ہے میرا مذہب اسکے متعلق یہ ہے کہ اسماء اور اعلام کو اُنکے اشتقاق سے لینا چاہیے غلام غلمہ سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں کسی شے کی خواہش کے واسطے نہایت درجہ کا مضطرب ہونا یا ایسی خواہش جو کہ حد سے تجاوز کر جاتی ہے اور انسان پھر اُس سے بیقرار ہو جاتا ہے اور اسی لیے غلام کا لفظ اُسوقت صادق آتا ہے جب انسان کے اندر [illegible] کی خواہش جوش مارتی ہے۔ پس طاعون کا غلام اور غلاموں کا غلام کے بھی یہی معنے ہیں کہ جو شخص ہمسے ایک ایسا تعلق اور جوڑ پیدا کرتا ہے جو کہ صدق و وفا کے تعلقات کے ساتھ حد سے تجاوز ہوا ہو اور کسی قسم کی جدائی اور دوئی اُس کے رگ و ریشہ میں نہ پائی جاتی ہو اُسے وہ ہرگز کچھ نقصان نہیں پہونچا سکتی اور جو ہمارا مرید الٰہی محبت کی آگ سے جلتا ہوگا اور حقیقی طور پر پا لینے کی خواہش کمال درجہ پر اُسکے سینہ میں شعلہ زن ہوگی اُسی پر بیعت کا لفظ حقیقی طور پر صادق آویگا اور انتک کسی قسم کے ابتلا کے نیچے آکر وہ ہرگز متزلزل نہ ہو بلکہ اور قدم آگے بڑھاوے۔ لیکن جبکہ لوگ ابھی تک اس حقیقت سے واقف نہیں ہیں اور ذرا ذرا سی بات پر وہ ابتلا میں آجاتے ہیں اور اعتراض کرنے لگتے ہیں تو پھر وہ اس آگ سے کسطرح محفوظ رہ سکتے ہیں۔

بیعت کا لفظ ایک وسیع معنی رکھتا ہے اور اس کا مقام ایک انتہائی تعلق کا مقام ہے کہ جس سے بڑھ کر اور کسی قسم کا تعلق ہو ہی نہیں سکتا بعض لوگ ایسے ہیں کہ وہ ہمارے نور کی پوری روشنی میں نہیں ہیں جب تک

انسان کو ابتلا کی برداشت نہ ہو اور ہر طرح سے وہ اسمیں ثابت قدمی نہ دکھا سکتا ہو تب تک وہ بیعت میں نہیں ہے پس جو لوگ صدق و صفا میں انتہائی درجہ تعلق پر پہونچے ہوے ہیں خدا تعالیٰ اُن کو امتیاز میں رکھتا ہے۔

طاعون کے ایام میں جو لوگ بیعت کرتے ہیں وہ سخت خطرناک حالت میں ہیں کیونکہ صرف طاعون کا خوف اُن کو بیعت میں داخل کرتا ہے جب یہ خوف جاتا رہا تو پھر وہ اپنی پہلی حالت پر عود کر آوینگے پس اسحالت میں انکی بیعت کیا ہوئی۔ باقیست

طاعون کی کارروائیاں

لاہور سے ایک صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ اب یہاں کی حالت بھی ناگفتہ بہ ہے ہندو لوگ اپنے خویش و اقارب کو ہاتھ بھی نہیں لگاتے مستورات مُردوں کو اُٹھا کر لیجاتی نظر آ رہی ہیں۔

مگھیانہ ضلع جھنگ سے ایک صاحب اپنے دوست کو ذیل کے حالات قلمبند کرتے ہیں۔

بیماری آجکل یہاں زوروں پر ہے۔ واقعی روزانہ حالات سُن سُن کر رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ اس شہر کی آبادی گوجرانوالہ سے زیادہ نہیں ہے۔ ایک ۵۰-۶۰ تک اوسط روزانہ اموات ہو رہی ہیں۔ ہم چھ میل دور شہر سے جنگل بر بر میں بلاسامان زندگی بسر کرنے کے یہاں پڑ کر جون بھوگ رہے ہیں۔ طبیعت بلاسامان بیچین ہو رہی ہے۔ اور کام بھی یہاں سوائے رات و دن بیدل ہو کر لیٹ رہنے کے اور کچھ بھی نہیں ہے۔ اگر کام ہو تو بھی دل لگا رہنے کا باعث ہو جاوے

شہر کو صاحب ڈپٹی کمشنر نے جبراً خالی کروا دیا ہے شہر کے باہر کل مخلوقات خدا بلاسامان زن و بچہ مختلف درختوں کے نیچے آندھی و بارش کے صدمات بھی برداشت کر کر ہراساں ہو رہے ہیں۔ پھول سے چہرے و جسم زرد ہو رہے ہیں ہر وقت دل دھڑک رہے ہیں اور اموات کی خبریں سُن سُن کر بدحواس اور مایوس زندگی سے ہو رہے ہیں۔ کوئی ہندو اپنی لاش کا مالک نہیں بنتا بوقت مردن رشتہ دار مریضوالے بھاگ کر مردہ لاشیں لاوارث چھوڑ کر چلدیتے ہیں۔ البتہ کمیٹی انتظام کرتے کرتے عاجز آگئی۔ اب ملازمان کمیٹی کو حکم ہے کہ جہاں جہاں مردہ لاشیں پڑی ہوں وہیں جلادی جاویں اب جگہ جگہ مسان بن رہا ہے۔ کل دو ہندو عورتیں اپنے وارث مردہ کو بجائے جلانیکے اور بغیر چارپائی و یا تختہ پر لاش ڈالنے کے اپنے کندھوں پر اُٹھا کر چھ میل دریا پر لاش کو دریا برد کر گئیں وجہ یہ کہ سامان جلانے کا مہیا نہیں ہو سکا۔

کچہری ضلع شہر سے فاصلہ پر ہے۔ گارڈان ڈاک لانیکے لیے روانہ کیے جاتے ہیں مگر اب وہ ڈر کر استعفا دینے پر طیار ہو گئے ہیں۔ اگر کچہری جانا ہو تو کل سڑکوں اور کوٹوں اور فصیلوں کے ارد گرد مفرورین بحالت مایوسانہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ جسطرف سے گذرو آواز آتی ہے کہ اسطرف مردہ ہیں مت آؤ۔ دوسری طرف سے صدا آتی ہے کہ اسطرف بھی مت آؤ۔ غرضکہ جہاں جاؤ مردہ لاشیں پڑے ہونیکے سبب چلنا دشوار ہو گیا ہے۔ اب مردوں کو ہاتھ نہیں لگایا جاتا بلکہ لکڑی کے ڈھانگے سے مردہ موقعہ سے گھسیٹ کر یعنی ڈھانگ سے ایک جگہ پر لایا جاتا ہے اور اسیطرح قریب والی لاش کو چونکہ سامان جلانے کا مہیا نہیں ہو سکتا قریب تر کے درختوں کے چھانگ لیکر اُنپر ڈالکر کمیٹی والے لاشوں کو ادھ کچہ کرتے چلتے ہیں۔ علاوہ مردوں کے عورتوں کے مثل کتوں کے گھسیٹنے سے بڑی بیحرمتی ہو رہی ہے۔

دو خوبصورت عورتیں معہ وارثوں کے شہر سے بھاگ کر ایک سڑک کی پُلی تلے پناہ گزین ہوئیں۔ وارث وہیں سے مفرور ہو گئے۔ وہ دونوں وہیں تمام عمر آرام لینے کے لیے لیٹی رہیں آخر ملازمان کمیٹی آئے ڈھانگے اُنکے پاؤں میں ڈالے اور کتے کیطرح گھسیٹ کر ایک جگہ رکھکر چھانگ درختان اُن پر ڈالی اور ادھ کچہ لاش کر کر اور لاشوں کی بیحرمتی کے لیے چلدیے۔ یہ وہ خوبصورت عورتیں ہیں جو اپنے بدنکو پاک رکھتی تھیں اور اپنے پارچات کو صاف اور زیور سے ہر وقت لدی رہ کر نرم نرم بچھونوں پر لیٹ کر نازاں ہوتیں اور اپنے گھر کی ہر وقت زینت کا باعث ہوتی تھیں۔ آج انکی لاوارث لاشیں فرش خاک پر پڑی ہوئی اور ڈھانگے سے گھسیٹ کر آگ سے ادھ کچہ ہو کر اوروں کے لیے باعث عبرت ہو رہی ہیں۔ پناہ بربی۔

آجتک مسلمانوں کی کوئی لاش ایسی نہیں پائی گئی کہ بلا جنازہ اور باعزت دفن کرنے سے رہ گئی ہو۔ جہاں کہیں سنا گیا ہے چوہوں اور رہنے والوں پر یہ بیماری پڑتی ہے۔ اور پھر رفتہ رفتہ یہ ہندو مفرور ہو کر اور مخلوق خدا کو آلودہ کر دیتے ہیں۔

دیکھا جاوے کہ شان ایزدی سے مہر کا کب نزول ہوتا ہے۔ اب عوام تھک گئے ہیں۔ اللہ رحم کرے۔ دفتر سے کتب وغیرہ لانی مشکل ہو رہی ہیں۔ چاروں طرف شہر کے پہرے لگ رہے ہیں کوئی اندر داخل ہونے نہیں پاتا ہے۔ فقط ۲۰ - اپریل ۱۹۰۴ء

پیارو! دوستو!! عزیزو!!! سخت خطرناک دن ہیں اعلیٰ درجہ کی تقویٰ طہارت اخلاص اور ایمان سے کام لو اور دعا کرو۔ خدا کیطرف رجوع تام کرو۔ سوائے اُسکے رحم کے اور کوئی پناہ کا مقام ہرگز روئے زمین پر نہیں سوائے اس خاص خطہ کے جسے وہ اپنے فضل سے خاص کرے۔ ایڈیٹر۔

قادیان۔ میں اب بفضل خدا تعالےٰ بالکل امن ہے کوئی موت طاعون سے نہیں ہوتی ہے سابقہ بیماروں میں سے اکثر کو صحت ہو گئی ہے اور نیا بیمار کوئی نہیں ہوتا۔

قادیان

احمدی جماعت ابتک خدا کے فضل سے محفوظ ہے لیکن ہم خود اپنے نفس کو اور دوسرے بھائیوں کو اس امر کی نصیحت کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ایک خاص فرقان سے امسال بتلایا ہے کہ وہ اپنا کیسا فضل و کرم ہمپر کرنا چاہتا ہے اسلیے فرض ہے کہ ہم سب بھی اپنی پوری کوشش اور سعی سے اُسکے اس انعام کی قدر کریں۔ **حضرت امام علیہ الصلوۃ والسلام** کی رات دن کی معیت جہاں ہمیں مورد انعام قرار دیتی ہے وہاں ساتھ ہی ہماری ذراسی لغزش دوسروں کے بالمقابل خدا کے غضب کو بہت زیادہ بھڑکانے کے لیے کافی ہے۔ اسلیے ہم اپنا فرض خیال کرتے ہیں کہ ان دنوں میں اور آیندہ بھی کثرت سے **کشتی نوح** کی تعلیم کا مطالعہ کر کے ہمیشہ اپنے نفسوں کو ٹٹولتے رہیں اور اسکے احکام کے مطابق اپنے افعال و اعمال کو بناتے رہیں۔ دن سخت خطرناک ہیں خدا کی قہری اور جلالی تجلی زور سے کام کر رہی ہے اسلیے اعلیٰ درجہ کے تقوے کی اور طہارۃ کی اشد ضرورۃ ہے۔ (ایڈیٹر)

قادیان کے لوگوں کو خاص خطاب

ہم اپنے ہمسایوں یعنی قادیان اور اسکے نواح کے لوگوں کو اندنوں میں خصوصیت کیساتھ اس امر کیطرف توجہ دلاتے ہیں کہ آجکل جیسا کہ خدا تعالیٰ کی غیرت سخت جوش میں ہے اور ایک قہری صورت میں اُس نے دنیا میں نزول کیا ہوا ہے وہ ہر ایک قسم کی شوخی۔ شرارت۔ بیباکی۔ ظلم۔ فساد۔ اتلاف حقوق۔ ناپاکی اور بیحیائی کے کاموں سے اور خدا تعالیٰ کے پاک بندوں کی ایذا رسانی اور انکی تحقیر اور توہین اور اُن سے استہزا وغیرہ کرنے کرانے سے بکلی باز رہیں اپنے دلوں میں خدا کے خوف سے ترساں لرزاں رہیں۔ اعمال کی اصلاح کریں۔ سچے اور پاکیزہ عقاید اختیار کریں جنمیں خدا تعالیٰ کی ذات ہر ایک عیب سے منزہ ثابت ہو تاکہ وہ خدا کے اس قہر سے محفوظ و مامون رہیں۔

جب سے طاعون نے ہندوستان میں ظہور کیا ہے اب تک باوجود اسکے کہ ہر چند اسکے علاج اور انسداد کی تجاویز سوچی گئیں مگر کوئی بھی کارگر نہیں ہوئی جس سے ثابت ہے کہ یہ کوئی عام معمولی بیماری نہیں ہے جسکا علاج ارضی حکما اور اطبا کے ہاتھ میں ہو اور یہی اس امر کا ثبوت کافی ہے کہ یہ خدا کیطرف سے ہے اور اُسکے ارادہ سے دنیا میں ظاہر ہوئی ہے۔ پس بجائے اسکے کہ اسکے علاج اور انسداد کا فکر بذریعہ ظاہری مادی اسباب کے کیا جاوے کیا عمدہ بات ہے کہ جسنے اسے بھیجا کیا ہے اُسی کیطرف

اور مخلصانہ رجوع کرکے اُسے راضی کیا جاوے اور پھر
دعا کی جاوے کہ وہ اسے ہم سے دور کرے تواریخ سے
ثابت ہے کہ اسکے بڑے لمبے لمبے دورے ہوتے ہیں
اور بعض بعض مقام پر اسطرح اڈا کر خیمہ لگاتی ہے
کہ جب تک اُسے بالکل تباہ اور ستیاناس نکردے
دور نہیں ہوتی اور یہ اُسی وقت سخت بربادی بخش
صورتوں میں نمودار ہوئی ہے جبکہ اُسکے پیارے
اور منتخب برگزیدہ بندوں کی سخت توہین تحقیر
اور تذلیل کو روا رکھا گیا ہے۔ اس کا باعث مجھے یہ
معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ ان لوگوں کا وجود خدا کے
وجود کا ایک بین ثبوت ہوتا ہے اور اُنکی طرف سے
دنیا کیلیے ایک نشان ہوتا ہے اسلیے اُنکی تحقیر اور
توہین اور ذلت کو خدا تعالی اپنی تحقیر توہین اور ذلت
قرار دیتا ہے اور جب وہ حد سے تجاوز کرتے ہیں تو اُنکو
بطور پاداش کے ایسے عذابوں میں مبتلا کرکے دوسروں کو
متنبہ کیا جاتا ہے گذشتہ دنوں میں تمنے خود قادیان
میں اسکا نمونہ دیکھ لیا ہے اور تمکو معلوم ہے کہ اس
سے چند سال پیشتر تمھارے اردگرد کے دیہاتوں میں
طاعون کیسی زور شور سے رہی اور باوجود اسکے
کہ وہاں کے لوگ یہاں آتے جاتے اور تم سے خلط
ملط کرتے رہے مگر تاہم تم اُن سے موثر نہ ہوئے
پھر صرف گذشتہ سال سے اسنے کیوں رفتہ رفتہ
یہاں کارروائی شروع کی اس کا باعث یہی ہے کہ گذشتہ
سال سے ہی یہاں کے بعض ظالم طبع لوگوں نے شوخی
اور شرارت پر کمر باندھی اور وہ اسباب اپنے ہاتھوں سے
پیدا کیے جس سے خدا کا غضب بھڑکتا ہے اور تم انکو
ایسی باتوں سے منع نہ کیا بلکہ دلچسپی سے حصہ لیتے رہے
اسلیے اب نصیحت اور ہمدردی سے تمکو کہا جاتا ہے
کہ آئندہ کے لیے ایسی باتوں سے باز آیا جاوے اور ہر
ایک قسم کے تکبر۔ نخوت۔ ظلم۔ فساد۔ شرارت۔
اہانت۔ استہزا۔ تحقیر۔ توہین کو چھوڑ دو اور خدا تعالیٰ
کو راضی کرنے کے لیے نیک اعمال اور پاک اعتقاد اختیار
کرو تاکہ آئندہ کے لیے یہ بلا تم سے ٹلجاوے۔

اور ہم خصوصیت سے یہاں کے آریہ صاحبان
کو خطاب کرتے ہیں کہ خدا کے برگزیدوں کی توہین و تحقیر
اور سوء ادبی میں وہ حد سے بڑھے ہوئے ہیں اور اُن
باتوں کو جو کہ خدا کے غضب کی آگ کو مشتعل کرنیوالی
ہیں۔ اُنھوں نے اپنی فطرت کی ایک جزو بنا رکھا ہے
اُنکو بھی لازم ہے کہ اس سے توبہ کریں اور بے شر ہو کر اس
چین کی زندگی حاصل کرنے کے لیے کوشش کریں
اُنھوں نے دیکھ لیا ہے کہ ان ایام میں کیسے کیسے عزیز و
خویش و اقارب طاعون کے حملہ سے اُن سے ہمیشہ
کے لیے جدا ہو کر داغ مفارقت چھوڑ گئے ہیں اور کسیکو
علم نہیں کہ ابھی اُسکے ساتھ کیا ہونا ہے اگر آپ کے
مہاتماؤں کو کچھ بھی علم ہوتا تو کم از کم لالہ بیوگنشد
پال کی بات ہی ٹھیک سمجھتی کہ طاعون قادیان سے
اُنکی کوشش سے دور ہو جاتی لیکن ایک بڑا اپول ہو کر
اُنھوں نے اسبات کا ثبوت دیدیا ہے کہ انکو ایسے
اسرار کا علم مطلق کچھ نہیں ہے اور خدا تعالی کے
مستمرہ قانون سے وہ بالکل ناآشنا ہیں۔ پس
آپ کیلیے تو اسی قدر ثبوت کافی ہے اور جب خدا کے
علم کے مقابلہ میں انسانی علم کی یہ کیفیت ہے تو پھر
بڑا احمق اور نہایت نادانی ہے کہ اسکے برگزیدوں
کے مقابلہ پر دم مارا جاوے اسلیے محض ہمدردی اور
نصیحت کے طور پر ہم قادیان کے عوام الناس کو
عموماً اور آریہ صاحبان کو خصوصاً مطلع کرتے ہیں کہ وہ
اس اعلان اور دو نشانہ صدا کو پڑھ کر خدا کو راضی کرنیکی
فکر میں لگیں اور اُن راہوں سے باز آجاویں جنسے وہ
ناراض ہوتا ہے

منکروں کی غلط بیانی

اندنوں جبکہ حسب اعلام و اذن الٰہی طاعون نے اپنا دورہ
قادیان میں بھی کیا تو جھوٹ کی نجاست دکھانیوالے
منکروں کو بھی موقعہ ملا ہے کہ وہ خلاف واقعہ امور احمدی
جماعت عظیم کی نسبت بیان کریں۔ جیسے گدھ ہمیشہ اس
تلاش میں رہتا ہے کہ کوئی بڑا اسا مردار اُسے ملے تو شکم
سیر ہو کر کسی درخت کی شاخ پر بیٹھا ہوا اونگھتا رہے
اسی طرح سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالف ہمیشہ اس تلاش
میں رہتے ہیں کہ کوئی واقعہ ایسا ہو جس سے انکو افترا
پردازی کا موقعہ ہاتھ آوے۔ ہم ان کے غلط بیانیوں
کو صرف اسلیے ذیل میں درج اخبار کر دیتے ہیں کہ آیندہ
آنے والی نسلیں دیکھ سکیں کہ اس زمانہ رسالت میں
جبکہ ایکطرف خدا تعالی کا نور بڑی بھاری تجلی سے
دنیا پر ظاہر ہو رہا ہے اُسکے مقابلہ پر ظلمت بھی اپنے
پورے زور سے حسب عادۃ اللہ برابر مقابلہ پر ڈٹی ہوئی
ہے مگر انجام کار خدا کا بول ہی بالا رہا ہے اور بد اندیش
دشمن ہمیشہ خائب و خاسر رہے ہیں

(۱) ان ایام میں جو مسافر بٹالہ سٹیشن پر ٹرین سے اُتر کر قادیان
آتے رہے ہیں بٹالہ کے لوگ یہ کہکر انکو بھڑکاتے رہے
ہیں کہ قادیان میں طاعون سے پینتیس پینتیس آدمی
ہر روز مرتے ہیں۔ مرزا صاحب گھر کی اندر کوٹھڑی میں
چھپے ہوئے ہیں اور بالکل باہر نہیں نکلتے۔

(۲) خود قادیان کے ہندوؤں نے یہ خلاف واقعہ امر
اُڑایا کہ مرزا صاحب معہ اپنے تمام قبائل کے قادیان سے
نکل گئے ہیں اور باہر میدانوں میں جا ڈیرہ لگایا ہے

(۳) بیرو دیہات سے یہ خبر سننے میں آئی کہ نعوذ باللہ حضرت
مولانا حکیم نورالدین صاحب مبتلائے طاعون ہیں۔

(۴) یہ بھی سننے میں آیا ہے کہ معاذ اللہ نصیب اعداء حضرت
صاحبزادہ بشیرالدین محمود صاحب مبتلائے طاعون ہیں

(۵) مرزا صاحب نے حکم دیدیا ہے کہ حکیم نورالدین صاحب
اور مولوی قطب الدین صاحب کسی مریض کو دوا نہ دیں۔

اسطرح کے غلط بیانات اور افترا شائع ہوے دیکھکر
انکی تردید میں ہمنے ۲۵- اپریل سنہ ۶ کو ایک مطبوعہ کارڈ جسکی
نقل اسی اخبار میں درج کردی ہے اپنے احباب کی خدمت میں
ارسال کردیا تھا۔ اور ان سب افتراؤں کے جواب میں ہماری
طرفسے صرف لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہدینا کافی ہے

(۶) یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ حضرت حکیم نورالدین صاحب کی اہلیہ
طاعون سے فوت ہوگئی ہیں۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

نقل کارڈ

از دفتر البدر قادیان - ۲۵ - اپریل سنہ ۱۹۰۴ء

مکرمی بندہ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ گذشتہ نمبر البدر ۱۹
اپریل میں اطلاع دی تھی کہ چونکہ مطبع کے آدمی اپنے بعض خویش و
اقارب کی بیماری کی وجہ سے غیر حاضر ہیں اسلیے اخبار وقت پر
شائع نہ ہوگا اور میرا خیال تھا کہ اشاعت میں غالباً ایک دو
دن کی دیر ہو جاویگی مگر اب مطبع کے کاتب کا جو کہ لدھیانہ چند
یوم کی رخصت پر گیا تھا خط آنے سے معلوم ہوا کہ وہ وہاں
بیمار ہے اور سردست کوئی دوسرا کاتب قادیان یا اُسکے
نواحیں البدر کی خدمات کے لیے میسر نہیں آسکتا اسلیے اطلاعاً
عرض ہے کہ اخبار غالباً یکم مئی کے بعد شائع ہوگا

قادیان میں طاعون حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام
کے الہام کے ماتحت اپنا کام برابر کر رہی ہے اور موعودہ
حدود سے باہر اُسنے ہرگز قدم نہیں بڑھایا۔ خود قادیان
اور بیرو دیہات میں حضرت اقدس اور قادیانی احمدی جماعت
کی نسبت غلط بیانات اور افترا شائع ہو رہے ہیں میں
یقین دلاتا ہوں کہ سب غلط ہیں ہم سب ابتک بفضل خدا
خیریت سے ہیں اور ابھی تک ہمارا کوئی احمدی بھائی طاعون
سے فوت نہیں ہوا اور نہ جماعت قادیان سے باہر گئی ہے
درس قرآن وغیرہ سب امور دینی مثل سابق ادا ہو رہے
ہیں۔ مفصل حالات پرچہ کے اخبار میں انشاء اللہ
درج ہوں گے۔ جن الہامات کی تفہیم کے بارہ میں عوام کو

مغالطے وغیرہ ہیں سب رفع ہو جاوینگے۔ کارخانہ الحکم بھی انہی وجوہات سے معذور ہے۔ محمد افضل مینیجر۔

بعض معتبر ذرائع سے ہمیں معلوم ہوا ہے کہ گذشتہ ماہ میں جسقدر اموات قادیان میں دکھائی گئی ہیں ان سب کا باعث طاعون ہی لکھا گیا ہے حالانکہ ہمیں خوب معلوم ہے کہ بعض موتیں طاعون سے ہرگز نہیں ہوئیں۔ انکا باعث دوسرے امراض ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی صاحب نے اثر کی شرارت کے ماتحت اسطرح کی غلط بیانی سے کام کیا گیا ہے بعد تحقیقات کے ہم انشاء اللہ تعالیٰ یہ بتلا دینگے کہ طاعون کے علاوہ بھی چند موتیں دوسرے امراض سے ہوئی تھیں +

مرزا حیرت دہلوی کی نصائح کی حقیقت

نمبر ۱

۸ اپریل سنہ ۱۹۰۴ء سے حیرت صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کامیابی کو دیکھکر اور حیرت زدہ ہو کر آپ کے متعلق مسلسل آرٹیکلوں کا ایک سلسلہ شروع کیا ہے اور یہ کوئی نئی بات انہوں نے نہیں کی ہے بلکہ اسکے اخبار کے مطالعہ کرنے والوں پر یہ امر روز روشن کیطرح واضح ہے کہ ہم باسمی حیرت صاحب نے اپنا یہ وطیرہ اختیار کیا ہوا ہے کہ جس کی مخالفت بہ ایک حصہ قوم اسلام کو وہ آمادہ دیکھتے ہیں اسکی مخالفت پر چند ایک آرٹیکل لکھدیتے ہیں قطع نظر اسکے کہ اس آرٹیکل میں وہ کسی اصول پر قائم ہوں اور انکو یہ علم ہو کہ میں کہیں حافظہ نباشد کا مصداق تو نہیں ہوں بعینہ ایک حیرت زدہ انسان کیطرح واہی تباہی جو کچھ منہ میں آتا ہے کہتے چلے جاتے ہیں۔ اس قسم کے آرٹیکلوں میں وہ مصلح اور ہمدرد قوم اپنے آپکو ثابت کرنیکی کوشش کرتے ہیں اور بار بار قوم کو فرقہ بندی کے خیال سے ہٹا کر ایک ملت واحدہ بننے کی نصیحت کرتے ہیں لیکن تعجب ہے کہ یہ موٹی سی موٹی بات بھی انکی سمجھ میں نہیں آتی کہ خواہ خود حیرت یا اور کوئی صاحب اس موجودہ اختلاف کو مٹانے کی کوشش کرے گا اور انکو ایک امۃ بنانا چاہے گا تو ضرور ہے کہ ان سبکو انکی غلطی پر متنبہ کرکے انکے عیوب سے اطلاع دیوے اور بذات خود ان تمام عیوب سے مبرا ہو ایسی حالت میں جس فرقہ کا عیب اسے بتلایا جاوے گا ضرور ہے کہ اس فرقہ کے ایک کثیر حصہ کو وہ برا لگیگے اور وہ اس ناصح مشفق کی مخالفت پر آمادہ ہو کر خود حیرت صاحب کی طرح ہی آرٹیکل وغیرہ لکھنے شروع کر دیویں غرضیکہ اصلاح بذات خود ایک ایسی شے ہے کہ جو اسکے جھنڈے کے تلے آوے گا وہ ضرور ہے کہ دوسروں سے متمیز ہو جاوے تبھی تو اسے اصلاح یافتہ کہا جاویگا بس یہ خیال کہ دنیا میں سے یا امۃ محمدیہ میں سے فرقہ بندی کو ہٹا کر کل کو ایک امۃ واحدہ بنا دیا جاوے سوائے اسکے کہ اسے کسی جنوں کا پیش خیمہ کہا جاوے اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ حضرت ایں خیال است و محال است و جنوں + اور چونکہ یہ ایک گمراہی اور ضلالت کی راہ ہے جسکی طرف اکثر مدعیان اصلاح آجکل قوم کو بلا رہے ہیں اس لیے کوئی کامیابی انکو حاصل نہ ہوئی اور اگر کسی نے کچھ حاصل کی بھی ہے حالانکہ ابھی انجام کی تو خبر نہیں مگر تاہم وہ خدا کی سچی کتاب سے دور جا پڑے ہیں جنکا نتیجہ دوسرے الفاظ میں انجام کار ناکامی ہی ہے۔

حیرت صاحب ذرا اپنے سابقہ آرٹیکلوں پر جو کہ اسلام کے ہر فرقہ کے متعلق وہ لکھ چکے ہیں یہ بتلا دیں کہ کل قوم اسلام کو امت واحد بنانے کے لیے وہ اپنے مصدقہ اور مقبولہ باتوں سے کیا کچھ چھوڑنے کو طیار ہیں یعنی اگر وہ اہل سنۃ والجماعۃ ہیں تو شیعو۔ نیچریوں۔ وہابیوں خارجیوں بابیوں وغیرہ وغیرہ میں سے ہر ایک کے ساتھ اتفاق کرنے یا ایک دوسرے کا کرانیکے لیے مختلف فیہ عقیدوں اور مسائل میں سے وہ خود کون کون سے چھوڑنے پر آمادہ ہیں اور دوسروں سے چھڑانا چاہتے ہیں جن سے فرقہ بندی اٹھ جاوے اور قوم ایک امۃ واحد ہو جاوے۔ کیا حیرت صاحب قوم کا اتفاق اسی طرح کر سکتے ہیں کہ آج مولویوں کی پگڑی اتر رہی ہے تو کل نیچریوں کی عجب شماری ہو رہی ہے پرسوں وہابیوں کو برا کہا جا رہا ہے اسی قسم کی تحریروں سے تو پبلک کو خود بخود دھوکا لگ سکتا ہے کہ آیا خود حیرت صاحب کا بھی کوئی اپنا مذہب ہے کہ نہیں کیونکہ ان کے آرٹیکلوں سے یہ امر روز روشن کیطرح ظاہر ہے اور جیسے کہ ہم انشاء اللہ آئندہ چلکر دکھاوینگے کہ جن باتوں کو وہ آج قوم کے لیے ضروری خیال کرتے ہیں ابھی اسپر کچھ عرصہ بھی نہیں گذرتا کہ ایک دوسرے فریق کی تردید کرنے کے لیے انہیں باتوں کی تائید کرنے لگ جاتے ہیں۔ ہاں اس سے یہ نتیجہ ضرور نکلتا ہے کہ حیرت صاحب شاید اپنے آپکو بذریعہ کرزن گزٹ کے ایک صلح کل یا مسلمان اللہ اللہ یا برہمن رام رام کے مشرب کا آدمی ثابت کرنا چاہتے ہیں کیونکہ جب وہ ایک فرقہ کی تردید سے اسی ناراض کرتے ہیں تو معاً انکی خوشنودی مزاج کے لیے انکو اس کے مخالف فرقہ کی تردید اور سابقہ فرقہ کی تائید کی ضرورت پیش آتی ہے۔

حیرت صاحب کی اس قسم کے آرٹیکل واقعی انسان کو حیرت میں ڈالتے ہیں اور اس امر کا ثبوت ضرور ہیں کہ یہ ایک حیرت زدہ قلب سے یا مغشوش دماغ سے نکلے ہوئے ہیں جنکو اطمینان سکینت تدبر اور غور کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ حضرت مرزا صاحب کے متعلق جو سلسلہ آرٹیکلوں کا انہوں نے شروع کیا ہے اسمیں ہمیں اس امر کی ضرورت ہرگز نہیں کہ انکی ہر ایک بات کا لفظاً لفظاً حرفاً حرفاً جواب دیا جاوے۔ کیونکہ جو کچھ ہم اوپر لکھ چکے ہیں وہ پبلک پر اس امر کے ثابت کرنے کے لیے کافی ہے کہ اس قسم کے مضامین کہاں تک قابل وقعت اور قابل ریمارک ہوتے ہیں لیکن چونکہ اندیشہ ہے کہ ان کی غلط فہمی سے کسی سادہ لوح کو ٹھوکر لگے اور اسے حیرت صاحب کی نصائح کی حقیقت کا علم نہ ہو اسلیے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ انھیں بلا ریمارک نہ چھوڑا جاوے ممکن ہے کہ ہمارا یہ ریمارک خود حیرت صاحب کے لیے ایک سبق ہو اور اگرچہ وہ کامل طور پر اس سے مستفید نہ ہوں تاہم کچھ نہ کچھ پہلو تو اصلاح کا اپنے مضامین میں اختیار کر سکیں

باقی آئندہ

مسٹر ڈوئی

مدعی ایلیاس ساکن امریکہ جو آجکل دورہ پر بمقام سڈنی واقعہ اسٹریلیا میں آیا ہوا ہے ایک لیکچر سڈنی کے ٹاؤن ہال میں دیا جسمیں اسنے حضور ملک معظم ایڈورڈ ہفتم کی شان میں بھی گستاخانہ کلمات استعمال کیے اسپر اسے سلطنت کیطرف سے تنبیہ کیگئی ہے اور آئندہ اسکے لیکچروں کا سلسلہ بند کیا ہے۔

مسٹر ڈوئی جو اپنا قائمقام اور [illegible] یعنی بستی صیحون میں چھوڑ آیا ہے اسے اطلاع ملی ہے کہ قرضخواہوں نے سخت تقاضا شروع کیا ہوا ہے اور اگر سب مرید اپنی آمدنیوں کا بیسواں حصہ نذر دینگے تو عنقریب صیحون برباد ہو جاوے گا۔

طاعون اور قادیان

نمبر ۲

اس سے پیشتر کے آرٹیکل میں ہم خدا کے فضل سے یہ امر ثابت کر چکے ہیں کہ بقول مکذبین و منکرین اگر قادیان کے متعلق طاعون کی نفی کا ہی الہام ہوتا تو بھی سنن الٰہیہ اور منہاج نبوۃ کی بنا پر اُس کے وہ معانی ہرگز نہیں ہو سکتے تھے جنسے مطلق نفی پائی جاوے اور اب ہم اس جگہ یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ قادیان میں طاعون کے متعلق جس قدر الہامات ہیں اُن میں عذاب کی نفی مطلق نہیں ہے بلکہ صریحاً بتلایا گیا ہے کہ قادیان میں طاعون ضرور ہوگی۔ اور اس آرٹیکل میں ہم اس بحث کو ہرگز نہ چھیڑینگے کہ جس حال میں قادیان میں طاعون کا آنا لازمی امر تھا تو پھر آریوں کی شوخی و شرارت کیطرف اسے کیوں منسوب کیا گیا ہے کیونکہ یہ ایک جداگانہ بحث ہے۔ علاوہ ازیں ہم بہ فضل خدا یہ دکھانیکی کوشش کرینگے کہ قرآن شریف سے بھی یہ امر ثابت ہے کہ قادیان میں ضرور طاعون ہو چونکہ یہ ایک ہی مضمون ہے اسلیے فقرات کے نمبروں کو ہم مسلسل رکھتے ہیں۔

۱۔ قادیان کے متعلق طاعون سے حفاظت کا ایک الہام اِنَّهٗ اٰوَى الْقَرْيَةَ ہے اس میں قابل غور لفظ اٰوٰی ہے جس کے معنے مصیبت سے پناہ میں لے لینے کے ہیں اور جس سے ظاہر ہے کہ اول ایک شخص مصیبت کا کچھ حصہ چکھے تو پھر اُسے پناہ دی جاوے۔ قرآن مجید میں بھی یہ لفظ اوسی موقعہ پر استعمال کیا گیا ہے جہاں کسیکو مصیبت سے پناہ دیگئی ہے مثلاً سورۂ یوسف کے رکوع ۹ میں ہے وَلَمَّا دَخَلُوا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰى اِلَيْهِ اَخَاهُ یعنی جب یوسف کے بھائی قحط کی مصیبت کے مارے یوسف کے پاس آئے تو اُس نے اپنے حقیقی بھائی کو اپنے پاس پناہ دی یہاں بھی یوسف کے بھائی پناہ سے پیشتر مصیبت سے حصے چکھے تھے پھر اس سورہ کے رکوع ۵ میں یہی عبارت ہے جہاں یوسف علیہ السلام اپنے باپ کو پناہ دیتے ہیں ظاہر ہے کہ یوسف کی جدائی سے کسقدر صدمات رنج والم آنکے والد کو پہونچ چکے تھے اور ان تمام مصائب اور شدائد کے بعد انکو پناہ ملی اور ایسی ہی پناہ پر خدا تعالیٰ نے اٰوٰی کا لفظ استعمال کیا ہے۔ پھر سورۃ الضحٰی میں آنحضرتؐ کی نسبت لفظ اٰوٰی آیا ہے اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى یتیمی کے مصائب کس قدر ہوتے ہیں اُنکی تفصیل کی ضرورت نہیں جس کے بعد خدا تعالیٰ اپنی پناہ کو بطور انعام کے بیان فرماتا ہے۔ پھر دیکھو سورۃ الکہف رکوع اول جہاں لکھا ہے اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ جب اُن جوانوں نے ایک ظالم بادشاہ کے ظلم سے تنگ آکر ایک غار میں پناہ لی۔ پھر اسی سورہ کے رکوع ۸ میں ہے قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَا یہاں بھی لفظ سفر کی مصیبت سے پناہ لینے پر آیا ہے۔ اسی طرح سورہ المومنون کے رکوع ۳ میں ہے کہ جب حضرت مسیح اور اُنکی والدہ نے بنی اسرائیل کے ہاتھوں سے تکلیفیں اُٹھا کر ہجرت کی تو خدا نے اُنکو کشمیر میں پناہ دی وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَا اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ۔ غرضیکہ قرآن شریف جو کہ عربی زبان کی فصیح بلیغ کتاب اور خاتم الکتب آسمانی کتاب ہے اُس سے یہ امر ثابت ہے کہ اٰوٰی کا لفظ مصیبت کے ایک حصہ کو ضرور چاہتا ہے اور چونکہ قادیان پر صرف طاعون کی مصیبت سے پناہ دینے پر یہ بولا گیا ہے اسلیے ضروری ہے کہ طاعون ضرور وہاں بھی ہو اور پھر اس کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس لفظ کی خود تشریح بھی دافع البلا میں کردی ہے جسے ہم قبل ازیں شائع کر چکے ہیں اور وہ یہ ہے۔

"وہ کہ سخت بربادی بخش طاعون جس کا نام جارف ہے یعنی جھاڑو دینے والی جس سے لوگ جا بجا بھاگتے پھرتے ہیں۔ کتوں کیطرح مرتے ہیں۔ یہ حالت انسانی برداشت سے بڑھ جاتی ہے۔ یہ حالت کبھی قادیان پر وارد نہ ہوگی۔"

اس عبارت میں ۱ سخت بربادی بخش۔ ۲ جھاڑو دینے والی ۳ کتوں کیطرح مرنا۔ ۴ انسانی برداشت سے بڑھ جانا۔ فقرات قابل غور ہیں اور یہ سخت نادانی اور حماقت اور سفلگی ہے کہ قادیان میں طاعون کی موجودہ وارداتوں پر ہی ان فقرات کو پرکھا جاوے کیونکہ اصل میں قادیان کا اور دوسرے مقاموں کا مقابلہ صرف انجام پر ہے ممکن ہے کہ طاعون کی ایک حد تک دست برد کو آج جارف قرار دیا جاوے اور آیندہ دورہ میں جب اُس سے بڑھ کر کسی مقام پر اسکا حملہ ہو جس کے مقابلہ میں سابقہ حملے اور دست بُرد کچھ شے ہی نہ ہوں تو آخر اپنے رائے کو بدلنا پڑیگا اور سابقہ حملہ کی نسبت دوسرے حملہ کو جارف کہا جاوے گا۔ پس جبتک کہ طاعون ہندوستان میں خیمہ زن ہے اُس وقت تک کسی طرح کی نکتہ چینی کرنی اور بغیر انجام کے دیکھنے کے نتیجہ نکالنا کمال نادانی اور حماقت ہے۔ اس امر کو زیادہ واضح طور پر ذہن نشین کرنے کے لیے ہم ایک مثال بیان کرتے ہیں۔

فرض کرو کہ چند گاؤں یا شہر ایسے ہیں کہ اُن میں نمبر ۱ کی آبادی ایک ہزار ہے اور نمبر ۲ کی آبادی ۳۰۰۰ ہزار ہے اور نمبر ۳ کی آبادی ۵۰۰۰ ہزار ہے اور نمبر چار کی آبادی ایک لاکھ ہے اور قصبہ نمبر ۲ ایسا قصبہ ہے جس کا مقابلہ دوسرے قصبوں سے طاعون کی دست برد سے حفاظت کے بارے میں ہے ایسی حالت میں ان مقاموں پر طاعون کے حملے اور اس کی دست برد کی چند صورتیں ہو سکتی ہیں **صورت اول** یہ کہ طاعون کے ایک دورہ میں قصبہ نمبر ۱ میں ۲۵۰ آدمی نمبر ۲ میں صرف ۲۰۰ آدمی نمبر ۳ میں ۳۰۰۰ آدمی اور نمبر ۴ میں ۲۵ ہزار آدمی مرتے ہیں اس صورۃ میں اگرچہ قصبہ نمبر ۲ میں بھی ۲۰۰ اموات ہوئی ہیں لیکن تاہم کہا جاویگا کہ مقابلہ کے لحاظ سے وہاں ایک فرقان موجود ہے اور قصبہ نمبر ۲ بالمقابل دوسرے قصبوں کے طاعون کے دست بُرد سے محفوظ رکھا گیا ہے **صورت دوم** یہ طاعون کے متواتر دوروں میں دوسرے قصبات کے ساتھ اگرچہ قصبہ نمبر ۲ میں بھی طاعون پڑتی رہے لیکن دوسرے قصبات کی نسبت اسکی دست برد قصبہ نمبر ۲ میں بالکل کم ہو تو بھی قصبہ نمبر ۲ باقی کل قصبات پر ممتاز رہیگا۔ **صورت سوم** یہ ہے کہ طاعون کے حملوں میں قصبہ نمبر ۲ کے صرف عام لوگ جو کہ اُسکے صدر نہ ہوں یا اعضاے رئیسہ کے قائم مقام نہ ہوں وہ طاعون کی دست برد کا نشانہ ہوے ہیں اور وہ لوگ جو کہ اس قصبہ کی عزت اور شہرت اور عظمت کا باعث ہیں وہ اسکی دست برد سے محفوظ رہیں اور باقی دیہات میں کوئی ایسی خاص تمیز نہ رہے تب بھی قصبہ نمبر ۲ ممتاز ہوگا لیکن اسکا مدار طاعون کے انجام تک ہے **صورت ۴** کہ ہند میں طاعون کے قیام تک قصبہ نمبر ۲ میں صرف معدودے چند دورے ایک خاص فرقان کے ساتھ ہوں اور دوسرے قصبات میں متواتر ہوں اور کوئی فرقان ہر دورہ میں نہ ہو تو اُس صورت میں بھی قصبہ نمبر ۲ ممتاز ہوگا **صورت ۵** یہ کہ مثل دوسرے مقاموں کے ہر موسم میں قصبہ نمبر ۲ میں بھی طاعون ہو لیکن انجام کار اموات کی نسبت بہت کم رہے جیسے دوسرے امصار اور بلاد خود شہادت دے اُٹھیں کہ ہم تباہ ہو گئے وہ صورت یہاں انجام پر نہ ہو تو اُس صورت میں بھی قصبہ نمبر ۲ ممتاز ہوگا۔

یہ تو صرف چند اک صورتیں ہیں جو کہ اپنے ذاتی قیاس پر ہم نے لکھدی ہیں اور ممکن ہے کہ مقابلہ کی اس سے بھی بعض باریک صورتیں ہوں جس سے ایک خاص فرقان قصبہ نمبر ۲ کو حاصل ہو سکتا ہو۔

اور جس تک خدا کے برگزیدے اپنے نور فراست سے پہونچ سکتے ہوں اور وہ اپنے وقت پر ظاہر ہوں یا خدا تعالےٰ خود ہمیں ہی سمجھا دیوے تو وہ ان صورتوں کے ساتھ ہی منحصر ہوگی لیکن کوئی صورت ہی کیوں نہ ہو مقابلہ اُسوقت سمجھا جاوے گا جبکہ کوئی برگزیدہ قوم یا کسی اپنے مذہب کا پیشوا باقی دیہات کی حفاظت کی نسبت بھی مدعی ہو گیا ہو کیونکہ مقابلہ ایک ایسا لفظ ہے جو واقع ہونے سے اول دعوے کرنے والوں کو چاہتا ہے۔

(۰۸) لفظ اوی کی تشریح میں حضرت مسیح موعود نے خود فرما دیا تھا کہ قادیان میں بھی ضرور طاعون ہوگی لیکن ایسے جس سے فرار و انتشار کی نوبت نہ آوے۔ آج کل طاعون سے جو انتشار ہوتا ہے اور جو اس سے پیشتر چند سال ہوتا رہا ہے اُسکے مقابلہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ اور سابقہ انتشار میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ آج کل اسکی یہ کیفیت ہے کہ ایک بڑے سے بڑے شہر میں بھی جب ایکدو وارداتیں طاعون کی ہو جاتی ہیں تو چونکہ لوگوں کو تجربہ ہو چکا ہے کہ شہر سے باہر جانے اور کھلی ہوا میں رہنے سے انسان اس مرض میں کم مبتلا ہوتا ہے اسلیے لوگ فوراً اپنے اپنے مکانوں کو چھوڑ دیتے ہیں اور شہر سے باہر چلے جاتے ہیں پس اس سے ظاہر ہے کہ مطلق انتشار جو کہ حفظ ماتقدم اور علاج کے طور پر ہوتا ہے وہ طاعون کی سختی اور اسکے جارف ہونے کا ثبوت ہرگز نہیں ہے۔ مثلاً اخباروں میں دیکھا گیا ہے کہ لاہور میں ابھی چند کیس طاعون کے ہوئے تھے جو کہ بمقابلہ اُسکی آبادی کے گویا نفی کے حکم میں تھی مگر لوگ گھروں کو چھوڑ کر بھاگے جا رہے تھے پس اس قسم کے انتشار کو انسانی برداشت سے باہر ہونا نہیں کہہ سکتے حالانکہ قبل ازیں ابتدائے طاعون میں لوگوں کا انتشار اس وجہ سے ہوتا تھا کہ اسکی اموات سے محلوں کے محلے متعفن ہوتے تھے اور لوگوں کو وہاں رہنا خود مشکل ہو جاتا اور وہ مجبوری اپنے مکانوں کو چھوڑتے تھے حالانکہ اب بہ خوشی و رضا چھوڑ جاتے ہیں اور گورنمنٹ کے سابقہ انتظام یعنی کھُلی ہوا میں رکھنے سے انکو انتشار کے مفید ہونے کا سبق پڑھا دیا ہے۔ پس قادیان میں طاعون کے حملہ کے وقت یہاں کے باشندگان نے حفظ ماتقدم کے لحاظ سے جو باہر جا کر رہنا شروع کیا تو اس قسم کے انتشار کا ثبوت ہرگز نہیں ہے کہ یہاں بربادی بخش طاعون تھی اور نہ طاعون اُن کے پیچھے ایسے ہاتھ دھو کر پڑی کہ قصبہ سے باہر وہ باغوں میں جاتے۔ پھر وہاں سے کہیں اور بھاگ گئے اور اسطرح جسے جابجا بھاگ گئے کا لفظ اُنپر صادق آتا۔ پس انتشار کے لفظ پر اڑنا بھی اس سلسلہ کے کافروں کے لیے ہرگز مفید نہیں ہے اور نہ اُن کا یہاں ہاتھ پڑتا ہے بلکہ اس سے بھی طاعون کا قادیان میں ضروری ہونا ثابت ہوتا ہے۔

پھر اسکے علاوہ یہ سوچنے کی بات ہے کہ اگر قادیان میں طاعون جارف تھی اور انسانی برداشت سے باہر تھی تو آخر احمدی جماعت جسکی تعداد ممبران دو ڈھائی سو کے قریب ہے وہ بھی تو قادیان میں سکونت پذیر تھی وہ کیوں محفوظ رہی کیونکہ طاعون کے انسانی برداشت سے بڑھنے کی حالت میں دو ہی نتیجے نکل سکتے تھے یا تو یہ کہ احمدی جماعت بھی منتشر ہوتی اور اگر نہ ہوتی تو اُسکا اکثر حصہ طاعون کا شکار ہوتا۔ یا ہمارے مخالفین احمدی جماعت کے لوگوں کو انسانوں سے الگ فرشتے تصور کرلیں تو پھر ہم مان لیں گے کہ باقی قادیان میں انسانی برداشت سے بڑھ کر طاعون تھی اور یہ امر اُن کے نزدیک بہت آسان ہے کیونکہ اُن کا اکثر حصہ حضرت مسیح کو قبل ازیں انسانوں سے الگ کرکے ایک اور بڑی ہستی جو خدا کے قریب قریب بلکہ خدا ہی مان چکی ہیں۔ باقیہ۔

سوامی دیانند کی تصنیف پر عدالت کا فیصلہ

سنہ ۱۸۹۲ء کے آغاز میں ایک سناتن دھرم اوپدیشک صاحب نے پشاور میں ایک رسالہ چھپوایا جسمیں کہ نیوگ اور سوامی دیانند کے قائم کیے ہوئے اصولوں پر مذاق اُڑایا تھا۔ آریہ سماجی مہاشی اس قسم کے رسالے سے بہت جل بھُن گئے اور اُنھوں نے مصنف رسالہ ہذا کے برخلاف جناب اسسٹنٹ کمشنر صاحب پشاور کی عدالت میں ایک مقدمہ دائر کر دیا۔ بعد سماعت مقدمہ ہذا جناب اسسٹنٹ کمشنر صاحب نے پوری جانچ پڑتال کے بعد آریہ صاحبوں کا دعوی خارج کر دیا + میں ایک دو فقرے جناب اسسٹنٹ کمشنر صاحب کے فیصلہ میں سے ترجمہ کرکے ہدیہ ناظرین کرتا ہوں

فیصلہ + ان مسائل اور اصولوں میں سے بعض اصول تو بیشک ہر ایک عام فہم آدمی کی معیار اخلاق کے برخلاف ہیں اور ایک ایسے آدمی کے لیے جو اپنے آپ کو مذہبی (یا روحانی) رہنما ظاہر کرتا تھا ایسے مسائل اور اصولوں کو ستیارتھ پرکاش جیسی دھرم پستک میں جگہ دینا بالکل نامناسب حرکت تھی۔ پھر آگے فیصلہ میں لکھتے ہیں۔ اس بات سے انکار نہیں ہو سکتا کہ دیانند جی کی خاص دھرم پستک ستیارتھ پرکاش میں فن مجامعت کی تعلیم درج ہے۔ مدعی خود اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ وہ ان اصولوں پر جنمیں ایک بیاہی ہوئی عورت کو اپنے اصلی خاوند کے جیتے جی کسی دوسرے بیاہے ہوئے آدمی کے ساتھ ہم بستری کی ہدایت ہے ایمان رکھتا ہے۔ **یہ رسم بیشک مشابہ زناکاری ہے** + اسواسطے یہ ذکر کرتے ہوئے کہ دیانند کے چیلے اسکے مندرجہ بالا اصولوں پر ایمان لاتے ہوئے رسم زناکاری کا آغاز کر رہے ہیں اور اگر ان (اصولوں) پر اُن کا یقین اسی طرح رہا تو وہ اسے (زناکاری کو) زیادہ ترقی دینگے۔ مدعا علیہ نے راست بازی سے ایک برہنہ حقیقت کو قلم بند کیا ہے +

صاحب اسسٹنٹ کمشنر کے فیصلہ کی اپیل آریہ سماجیوں نے صاحب سشن جج کی عدالت میں دائر کی۔ میں اسجگہ صرف ایک ہی فقرہ صاحب سشن جج کے فیصلہ میں سے درج کرتا ہوں

فیصلہ۔ دیانند کے اصول اس قسم کے ہیں کہ وہ اہل ہنود اور دیگر مذاہب کی حسن اخلاق کی سخت اہانت کرتے ہیں اور اس کتاب (ستیارتھ پرکاش) کے چند حصے **خود بھی نہایت ہی فحش ہیں**

(سناتن دھرم گزٹ)

اطلاع

اخبار نمبر ۱۶-۱۷- بابت ۲۴- دیکم مئی جو کہ ۱۰- مئی کو شائع ہوا ہے اُس میں بعض نمبر پرچوں میں صفحہ ۷- ۱۰- بالکل خالی رہا ہے باعث یہ ہوا ہے کہ چھاپتے ہوئے پتھر بالکل اُڑ گیا تھا۔ لہذا جن خریداروں کے پاس وہ صفحے خالی پہونچے ہیں اُنکی خدمت میں آیندہ ارسال ہونگے۔ نیز گذشتہ نمبر اخبار کی بعض کا پیاں غلط طبع ہوئی ہیں مگر صفحوں کی ترتیب ٹھیک ہے اُس لحاظ سے مضمون پڑھا جاوے۔ مینیجر

۲۸ اپریل کی شام

الہامات و اعمال صالحہ

ایک **نوجوان** نے اپنے کچھ رویا اور الہامات سنانے شروع کیے جب وہ سنا چکا تو آپ نے فرمایا میں تمہیں نصیحت کے طور پر کہتا ہوں اسے خوب یاد رکھو کہ ان خوابوں اور الہامات پر ہی نہ رہو بلکہ اعمال صالحہ میں لگے رہو بہت سے الہامات اور خواب سبز پھل کیطرح ہوتے ہیں جو کچھ دنوں کے بعد گرجاتے ہیں اور پھر کچھ باقی نہیں رہتا ہے اصل مقصد اور غرض اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچا اور پاک تعلق اخلاص اور وفاداری ہے جو نرے خوابوں سے پوری نہیں ہوسکتی۔ مگر اللہ سے کبھی بے خوف نہیں ہونا چاہیئے۔ جہانتک ہوسکے صدق و اخلاص و ترک ریا ترک منہیات میں ترقی کرنی چاہیے اور مطالعہ کرتے رہو کہ ان باتوں پر کس حدتک قائم ہو۔ اگر یہ باتیں نہیں ہیں تو پھر خوابات اور الہامات بھی کچھ فائدہ نہیں دینگے بلکہ صوفیوں نے لکھا ہے کہ اوائل سلوک میں جو رویا یا وحی ہو اُسپر توجہ نہیں کرنی چاہیے وہ اکثر اوقات اس راہ میں روک ہوجاتی ہے۔

انسان کی اپنی خوبی اسمیں تو کوئی نہیں کیونکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کا فعل ہے جو وہ کسیکو کوئی اچھی خواب دکھادے یا کوئی الہام کرے۔ اسنے کیا کیا؟

دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بہت وحی ہوا کرتی تھی لیکن اس کا کہیں ذکر بھی نہیں کیا گیا کہ اسکو یہ الہام ہوا یہ وحی ہوئی بلکہ ذکر کیا ہے تو اس بات کا کہ

اِبْرَاهِيمَ الَّذِي وَفَّى

وہ ابراہیم جسنے وفاداری کا کامل نمونہ دکھایا یا یہ کہ **يَا إِبْرَاهِيمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ** +

یہ بات ہے جو انسان کو حاصل کرنی چاہیے اگر یہ پیدا نہ ہو تو پھر رویا و الہام سے کیا فائدہ؟ مومن کی نظر ہمیشہ اعمال صالحہ پر ہوتی ہے اگر اعمال صالحہ پر نظر نہ ہو تو اندیشہ ہے کہ وہ مکر اللہ کے نیچے آجائے گا۔ ہمکو تو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کو راضی کریں اور اُس کے لیے ضرورت ہے اخلاص کی صدق و وفا کی نہ یہ کہ قیل و قال تک ہی ہماری ہمت کوشش محدود ہو۔ جب ہم اللہ تعالیٰ کو راضی کرتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ بھی برکت دیتا ہے اور اپنے فیوض و برکات کے دروازے کھولدیتا ہے اور رویا اور وحی کو القاء شیطانی سے پاک کردیتا ہے اور اضغاث احلام سے بچا لیتا ہے پس اس بات کو کبھی بھولنا نہیں چاہیے کہ رویا اور الہام پر مدار صلاحیت نہیں رکھنا چاہیے۔ بہت سے آدمی دیکھے گئے ہیں کہ انکو رویا اور الہام ہوتے رہے لیکن انجام اچھا نہیں ہوا۔ جو اعمال صالحہ کی صلاحیت پر موقوف ہے۔ اس تنگ دروازہ سے جو صدق و وفا کا دروازہ ہے گذرنا آسان نہیں۔ ہم کبھی ان باتوں سے فخر نہیں کرسکتے کہ رویا یا الہام ہونے لگے اور ہاتھ پر ہاتھ رکھکر بیٹھ رہیں اور مجاہدات سے دستکش ہورہیں اللہ تعالیٰ اسکو پسند نہیں کرتا وہ تو فرماتا ہے **لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ** اسلیے ضرورت اس امر کی ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی راہ میں وہ مجاہدہ کرے اور وہ کام کرکے دکھلاوے جو کسی نے نہ کیا ہو اگر اللہ تعالیٰ صبح سے شام تک مکالمہ کرے تو یہ فخر کی بات نہیں ہوگی کیونکہ یہ تو اسکی عطا ہوگی۔ دہیان یہ ہوگا کہ خود ہمنے اُسکے لیے کیا کیا۔

بلعم کتنا بڑا آدمی تھا۔ مستجاب الدعوات تھا اسکو بھی الہام ہوتا تھا لیکن انجام کیسا خراب ہوا اللہ تعالیٰ اسے کتے کی مثال دیتا ہے اسلیے انجام کے نیک ہونے کے لیے مجاہدہ اور دعا کرنی چاہیے اور ہر وقت لرزاں ترساں رہنا چاہیے +

مومن کو اعتقاد صحیح رکھنا اور اعمال صالحہ کرنے چاہییں اور اسکی ہمت اور سعی اللہ تعالیٰ کی رضا اور وفاداری میں صرف ہونی چاہیے۔

مومن کی صحیح رویا کی تعبیر یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق ہو اُس کے اوامر و نواہی اور وصایا میں پورا اُترے اور ہر مصیبت و ابتلا میں صادق مخلص ثابت ہو۔ یاد رکھو ابتلا بھی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک ابتلا شریعت کے اوامر و نواہی کا ہوتا ہے دوسرا ابتلا قضاء و قدر کا ہوتا ہے جیساکہ فرمایا ہے **وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ** الآیۃ۔

پس اصل مرد میدان اور کامل وہ ہوتا ہے جو ان دونوں قسم کی ابتلاؤں میں پورا اُترے + بعض اس قسم کے ہوتے ہیں کہ اوامر و نواہی کی رعایت کرتے ہیں لیکن جب کوئی ابتلا مصیبت قضاء قدر کا پیش آتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا شکوہ کرتے ہیں۔ ایسا ہی بعض فقیر دیکھے گئے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہمیں نفس کشی کی اسقدر مشق ہے کہ سارے دن میں صرف ایکبار سانس لیتے ہیں لیکن وہ ابتلا کیوقت بہت ہی بودے اور کمزور ثابت ہوتے ہیں۔

قوی وہی ہے جو اعتقاد صحیح رکھتا ہو۔ اعمال صالحہ کرنے والا ہو اور مصائب و شدائد میں پورا اُترنے والا ہو۔ اور یہی جوانمردی ہے۔ جبتک عبودیت میں پورا اور کامل نہیں رویا یا الہامات پر اس کا فخر بیجا ہے کیونکہ اس میں اپنی کوئی خوبی نہیں بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کا فعل ہے اور اس امر میں کامیابی کے لیے ایک زمانہ دراز چاہیے جلدی کبھی نہیں کرنی چاہیے جیسے کوئی شخص درخت لگاتا ہے تو پہلے اسکی یہ حالت ہوتی ہے کہ ایک بکری بھی منہ مارکر اُسے کھا سکتی ہے پھر اگر وہ اس سے بچے تو مختلف قسم کی آندھیاں اُسپر چلتی ہیں اور اُسکو اکھاڑنے کی کوشش کرتی ہیں لیکن اگر وہ ان میں بھی بچ رہے تو پھر کہیں جاکر اُسے پھول لگتے ہیں اور پھر وہ پھول بھی ہوا سے گرتے ہیں اور کچھ بچتے ہیں آخر الامر پھل لگتا ہے اور اسپر بھی بہت سی آفتیں آتی ہیں کچھ یونہی گرجاتے ہیں اور کچھ آندھیوں میں تباہ ہوتے ہیں جو پکتے ہیں اور کھانے کے کام آتے ہیں +

اسی طرح پر ایمانی درخت کا حال ہے اس سے پھل کے لیے بھی بہت سی صعوبتیں اور مشکلات میں ثابت قدم رہنا ضروری ہے۔ صوفی بھی اسی لیے کہتے ہیں کہ جب تک موت نہ آوے زندگی حاصل نہیں ہوتی قرآن شریف نے صحابہ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا ہے **مِنْهُمْ مَنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ** یعنی بعض صحابہ میں سے ایسے ہیں جو اپنی جان دے چکے ہیں اور بعض ابھی منتظر ہیں۔ جبتک اس مقام پر انسان نہیں پہونچتا بامراد نہیں ہوسکتا۔

دو قسم کے آدمی در اصل جان سلامت لے جاتے ہیں ایک وہ جو دین العجائز رکھتے ہیں یعنی جیسے ایک بڑھیا عورت ایمان لاتی ہے کہ اللہ ایک محمد برحق ہے وہ اسرار شریعت کی تہ تک پہونچنے کی ضرورت نہیں سمجھتی ہے۔

اور ایک وہ لوگ ہوتے ہیں جو سلوک کی راہ اختیار کرتے ہیں بڑے بڑے خونخوار دشت و بیابان اُن کی راہ میں آتے ہیں مگر وہ ہزاروں موتیں برداشت کرکے پہونچ جاتا ہے اُسکی جوانمردی اور ہمت قابل تعریف ہے۔ لیکن ایک اور گروہ ہوتا ہے جو نہ تو دین العجائز اختیار کرتا ہے اور نہ اس راہ کو اختیار کرکے انجام تک پہونچتا ہے بلکہ اس دشت خونخوار میں پڑکر راستہ ہی میں ہلاک ہوگیا۔ ایسے لوگ وہی ہوتے ہیں جو مکر اللہ کے نیچے آجاتے ہیں غرض اس راہ کا طے کرنا بہت ہی مشکل ہے اسکے لیے چاہیے کہ دعا میں مشغول ہو اور قرآن شریف کو پڑھ کر دیکھتے رہو کہ آیا اس کے حکموں پر چلتے ہو یا نہیں + جس حکم پر نہیں چلتے اُسپر

طاعون کا کوئی علاج نہیں

یہ ایک مقولہ ہے جو چند سال ہوئے کہ حضرت مرزا صاحب کی زبان سے نکلا تھا اور آج گورنمنٹ بھی بہت سے اخراجات کے زیر بار ہونیکے بعد اس نتیجہ پر پہونچی ہے اور زبان حال سے شہادت دیتی ہے کہ طاعون کا کوئی علاج نہیں۔

خدا کے بندوں کی باتوں کو بلا حیلہ و حجت مان لینے سے یہی فائدہ ہوتا ہے کہ انسان بہت سی زیر باریوں اور دکھوں سے بچا رہتا ہے اگر آج سے چند سال پیشتر میونسپلٹیاں حضرت اقدس کی اس بات پر یقین کر لیتیں تو اس قدر اخراجات کی زیر باری تو نہ ہوتی۔ آسمانی علوم اور ارضی علوم میں یہی فرق ہوتا ہے کہ آسمان کی تائید یافتہ ایک بات کا قبل از وقت علم پا کر اسپر عمل درآمد شروع کرتا ہے ارضی علوم والے مصیبتوں کے بعد بہت سے تجارب کر کے اُسے حاصل کرتے ہیں۔ پس کیا ہی مبارک اور خوش قسمت وہ لوگ ہیں جو ایک مامور من اللہ کی آواز سنکر سر تسلیم خم کرتے ہیں اور اسطرح سے دکھوں دردوں سے بچے رہتے ہیں۔

اے وے لوگو جنھوں نے آج سے پیشتر اس مامور کی آواز کو سنا اور نہ مانا اُن کے لیے اب وقت ہے کہ مان لیں گورنمنٹ کی شہادت اور طاعون کے کارنامے دیکھکر تضرع میں لگ جاویں تاکہ خدا رحم کرے۔ عذاب کو دیکھکر تضرع کرنا کم مفید ہوتا ہے لیکن جن کی شہروں یا دیہاتوں میں ابھی طاعون نہیں ہوئی اُن کے لیے وقت ہے کہ وہ فوراً تضرع میں مصروف ہوں۔

گورنمنٹ کسطرح بول اُٹھی ہے کہ طاعون کا علاج نہیں وہ سے ہم اخبار عام کے ۴ مئی کے ایک آرٹیکل کو نقل کر کے دکھاتے ہیں اور وہ یہ ہے۔

صوبجات متحدہ کے جناب لفٹنٹ گورنر بہادر نے کونسل واضع آئین کے پچھلے جلسہ میں انسداد طاعون کے متعلق ایسی صاف اور بے لاگ باتیں فرمائیں جنسے ظاہر ہے کہ ڈس انفکشن یا ٹیکا طاعون دونوں علاج قطعی طور پر کارگر نہیں ہیں کہ ان تدابیر پر صدق دل سے بھروسہ کیا جاوے۔

فرمایا کہ اگر پہلے پہلے کسی قصبہ میں طاعون شروع ہونے والا ہو اُسوقت ڈس انفکشن بخوبی تمام مکانوں کا کیا جاوے تو بچاؤ کی صورت ہو سکتی ہے لیکن الٰہ آباد میں جو تجربہ نصیب ہوا ہے اُس سے ڈس انفکشن کا فائدہ محض عارضی پایا گیا ہے۔ اب کے سال الٰہ آباد میں طاعون کا بہت زور پایا گیا ہے حالانکہ یہاں متواتر دو سال قبل کل مکانات بخوبی ڈس انفکٹ کیے گئے تھے۔ کپتان فولرٹن صاحب کی زیر نگرانی بڑی احتیاط و ہوشیاری سے دار غربوں سے ڈس انفکٹ کیا۔ اگر اس کا اثر خاطر خواہ ہوتا تو کم از کم الٰہ آباد میں طاعون کی شکایت نہ ہونی چاہیے تھی۔ لیکن بخلاف اُمید کے وہاں پچھلے برسوں کی نسبت بھی اب کے سال زیادہ خرابی پائی گئی ہے باقی رہا انا کیولیشن یعنی ٹیکا طاعون سو اس کی بابت فرمایا کہ ہم نے ہیات کا انتظام کر رکھا ہے کہ جو شخص چاہے وہ ٹیکا کرا سکتا ہے اس سے زیادہ کرنا گورنمنٹ نامناسب سمجھتی ہے۔ کیونکہ گورنمنٹ کو اس کی تاثیر کی عمدگی کا پختہ یقین نہیں ہے جنکو اس میں فائدہ معلوم ہو وہ بیشک ٹیکا کرا سکتے ہیں۔ ان کے واسطے تمام وسائل مہیا ہیں لیکن سرکار اسکو جبریہ نہیں کر سکتی + جناب ممدوح نے آگے چلکر صاف کہدیا کہ اس مرض طاعون کا کوئی قطعی طور پر مجرب علاج گورنمنٹ کو معلوم نہیں ہے جسپر ہر حالت میں بھروسہ کیا جاوے + اس سے بچنے کا بہتر طریق اگر کچھ معلوم ہے تو یہ ہے کہ مکانات کو صاف رکھیں تازہ ہوا۔ صاف روشنی۔ کھلی دھوپ کی آمد و رفت کشادہ ہو۔ حفظان صحت کی ضروری باتوں کا لحاظ رکھیں کھانے پینے میں احتیاط یا پرہیز ہی کر بچاؤ + ان تدابیر کو ہر ایک انسان کی ذاتی کوشش پر چھوڑ دیا ہے کہ جسطرح مناسب سمجھیں صفائی کا انتظام کریں۔ سرکاری مداخلت فضول پائی گئی ہے +

حضور ممدوح الشان کے اس بیان سے صاف ظاہر ہے کہ طاعون کا کوئی پختہ علاج نہیں ہے جسپر سرکاری طور پر زور دیا جاوے + پنجاب گورنمنٹ نے لکھوکھا روپیہ خرچ کر کے ولایت سے ڈاکٹر منگوائے اور تمام رعایا کو ٹیکا طاعون لگانے کا انتظام کیا۔ افسوس کہ وہ تمام کوشش سراسر خلاف اصول کے ثابت ہوئی ہے۔ فائدہ کی اُمید موہوم اُلٹا اکیس ۲۱ جانوں کا نقصان اُٹھانا پڑا جیسا کہ گجرات کے ضلع ملکووال میں وقوع میں آیا تھا + وہی روپیہ جو ولایتی ڈاکٹروں کی بھینٹ بوجھا پر خرچ کیا تھا دیگر صفائی کی تدابیر پر خرچ کیا جاتا تو اس خرچ کا مستقل فائدہ ہوتا + لیکن اسوقت گورنمنٹ ٹیکا طاعون کی خوبیوں کی کچھ ایسی دلدادہ تھی کہ اس کیفیت کو یاد کر کے افسوس اور حیرت کی بعد دیگری پیدا ہوتی ہے + نواب لفٹنٹ گورنر صوبجات متحدہ کی صاف بیانی معنی خیز ہے خدا کی باتیں خدا ہی جانے +

طاعون کا فیصلہ اسلامی ہمدردی کے حق میں ہے

طاعون نے اور دیگر وبائی امراض نے اس بات کا بھی فیصلہ کر دیا ہے کہ ہندو آریہ سکھ اور عیسائی وغیرہ اقوام کے مقابلہ پر اسلامی ہمدردی اور رحم کمال درجہ پر بڑھا ہوا ہے اور دیگر مذاہب کا اعتراض کہ مسلمان سنگدل بے رحم ہوتے ہیں بالکل غلط ہے۔ طاعون کے ان ایام میں یہ تجربہ ہوا ہے کہ ہندو صرف چھوت چھات کے خیال پر اپنی میتوں سے سرد مہری سے پیش آتے ہیں عزیز و اقارب کی لاشیں پڑی رہتی ہیں اور اُن کو کوئی ہاتھ نہیں اُٹھاتا۔ ہس چھوت چھات کے خیال نے جو افراط کی حد تک پہونچ گیا ہوا ہے نوع انسان کی سچی ہمدردی سے اُنکو محروم کر دیا ہے اور یہی باعث ہے کہ روحانی پاکیزگی اور سچے عقائد ان لوگوں میں نہ رہے اگر اعمال اچھے ہوتے تو بُت پرستی اور مادہ پرستی جیسے گھنونے عقائد ان میں دخل نہ پاتے۔

اخباروں میں بھی اس قسم کی خبریں پائی گئی ہیں چنانچہ ۶ مئی کے اخبار عام میں ہے کہ لاہور میں ہندوؤں کی اس قسم کی سرد مہری کو دیکھکر چند جوانوں نے اپنی زندگی اس کام پر وقف کر دی ہے کہ وہ طاعون کے مُردوں کو اُٹھا کر مرگھٹ میں لے جاتے ہیں۔ اور لکھا ہے کہ پچھلی دنوں میں اہل ہنود میں اس امر خاص میں جو بے اعتنائی پائی گئی ہے حق یہ ہے کہ اُس نے اہل ہنود کی نیک شہرت کو بہت نقصان پہونچایا ہے مسلمان بھائیوں نے عملی طور پر بہتر حوصلہ مندی اور خدائی قدرت میں اعتقاد کا ثبوت دیا ہے ان میں نہیں سنا کہ کوئی مسلمان طاعون سے مرنے پر ایسا خراب ہوا ہو جیسی کہ اہل ہنود میں سنا اور دیکھا گیا ہے قریبی رشتہ داروں نے اپنے عزیز کو بیماری میں اسطرح چھوڑ دیا ہے کہ جس سے بڑھ کر طوطا چشمی ناممکن ہے۔

خود قادیان میں بھی باوجودیکہ طاعون کی کثرت نہ تھی اور صرف ایک دن ایسا گذرا کہ اموات کی تعداد ۲۱-۲۲ تک پہونچی ہوگی طاعون زدہ کی تیمارداری اور طاعونی مردہ کی تجہیز و تکفین میں سب سے زیادہ متنفر ہندو لوگ اور آریہ ہی پائے گئے ہیں اور بعض ایسے ڈرپوک ثابت ہوئے ہیں کہ بھاگ کر دوسرے شہروں میں پناہ گزین ہوئے

قادیان میں ایک ہندو کی بیوی کو طاعون ہوئی وہ اُسے چھوڑ کر پاس کے محلہ میں جا رہا اور تین دن

اُس کی کوئی خبر گیری نہ کی حتیٰ کہ وہ مر گئی اور زن خاکروب نے آکر اطلاع دی تب بھی اُس نے خود اس کی تجہیز و تکفین نہ کی اور آخر چند دوسرے ہندوؤں نے مجبور ہو کر اسے جلایا - اسی طرح ایک اور ہندو کی لاش پڑی ہوئی تھی اور اُسکو کوئی نہ اُٹھاتا تھا آخر کار مسلمان ہمسایہ نے کہا کہ اگر تم نہیں اُٹھاتے تو ہم دفن کر آتے ہیں تب ہندوؤں کو شرم آئی اور وہ لاش کو لے گئے -

اسی طرح ایک ہندو عورت کا لڑکا مر گیا - کوئی اُسکے پاس نہ آیا تو آخر کار وہ عورت خود اُسکی لاش کو لیکر مرگھٹ کیطرف لے چلی لاش اُس سے اُٹھائی نہ جاتی تھی آخر گھسیٹتی ہوئی باہر لائی چند آریہ دیکھ رہے تھے لیکن کسی نے ہاتھ نہ ڈالا چند مسلمان بیٹھے حقہ پی رہے تھے اُن کو رحم آیا اور کہا کہ مائی میت کو رکھدے ہم اسے جاکر پھونک آتے ہیں اُسنے کہا کہ میرے بیٹے کا جنازہ خراب ہو گا تم مسلمان ہو مسلمانوں نے کہا کہ ہمیں تیرے بیٹے سے کیا غرض ہمیں تو تجھ پر رحم آتا ہے کہ لاش کو گھسیٹ کرے جا رہی ہے مسلمانوں کی ان باتوں کو سنکر آخر چند ایک ہندو شرمندے ہوئے اور ایک دینے آکر اُس لاش کو اُٹھایا اور مسان پر جاکر دہ کچھ جلا دیا -

یہ ہے آریوں اور ہندوؤں کی رحمدلی کا نمونہ - اور عجیب یہاں کے لیڈنگ ممبر آریہ سماج کو کہا گیا کہ تمنے دیکھکر بھی ایک غریب کی امداد نہ کی تو کہا گیا کہ پر دلیری میں مسلمان ہمسے بڑھے ہوے ہیں ہمارا یہ حوصلہ نہیں -

بہر حال اب اہل اسلام سے یہ لوگ سبق سیکھیں کہ ذاتی قربانی اسکا نام ہے اور خدا پر سچے اور کامل ایمان ہوتے اور اُسکے تصرفات کو ذرہ ذرہ پر برحق جانکر کے یہ معنے اور نتائج ہیں اور ہر ایک قسم کی قوت اور دلیری سچے عقاید سے حاصل ہو سکتی ہے +

دہلی میں طاعون شروع ہو گئی ہے یہ کہنا غلط ہے کہ شہر باہر کے مطعون آکر اُسے آلودہ کرتے ہیں یاد رہے کہ دہلی اُن مقاموں میں سے ہے جنکو قادیان کے بالمقابل طاعون سے حفاظت کے بارہ میں مسیح موعود نے چیلنج کیا تھا +

اطلاع

اخبار کے التوا کا باعث کاتب اور مصلح سنگ کی عدم موجودگی ہے ۱۰ اپریل کو صرف ۵ یوم کی رخصت پر دونوں گئے تھے مگر ایک فوت ہو گیا اور دوسرا اب ان دنوں ..... واپس آیا - انشاء اللہ کمی پوری کردی جاویگی +

نور افشاں کی ظلمت افشانی

۹ مئی کے نور افشاں میں صفحہ ۲ پر "قادیان میں طاعون" کے عنوان سے ایک آرٹیکل دیا گیا ہے جس میں اپنی عادت کے موافق ایک بیوقت راگنی کو الاپا گیا ہے - نور افشاں نے جو کچھ بیان کیا ہے اُسکا جواب ہم بڑی وضاحت سے اپنے مسلسل آرٹیکلوں میں بذریعہ البدر کے دے رہے ہیں - یہ سخت غلطی ہے کہ طاعون کی دسمبر کے معنے وہ ابھی سے اپنے خیال سے بیان فرما رہے ہیں - جناب پادری صاحب! ابھی تو طاعون موجود ہے اور روز افزوں ترقی سے وہ ہر موسم میں اس امر کا ثبوت دے رہی ہے کہ میں جاری رہ کر حالت میں ہوتی ہوں جب تک اسکا دورہ ختم نہ ہوے اور اُنکی بربادی اور تباہی کی فرد سرکاری طور پر طیار ہو کر دنیا پر بربادی بخش کے معنے ثابت نہ کر دیں تب تک آپ کا بے سر الاپنا فضول اور بیمحل ہے - آپ اتنے بے صبر کیوں ہوتے ہیں - البدر کے کاتب عبد الرزاق کی موت کو ایسے بھیں الفاظ میں نور افشاں نے بیان کیا ہے جس سے پبلک کو دھوکا لگ سکے کہ وہ قادیان میں فوت ہوا ہے حالانکہ یہ بات غلط ہے اُسے قادیان میں روکا گیا تھا کہ لدھیانہ نہ جاوے مگر وہ خود چلا گیا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی خلاف ورزی کی پاداش بھگتی -

نور افشاں ظاہر کرتا ہے کہ اب صاف اور کھلے طور پر قادیانی جماعت تسلیم کرتی ہے کہ قادیان میں طاعون ہے کیا وہ اس امر کو ثابت کرنیکو طیار ہے کہ قادیان میں طاعون کی نفی کی گئی ہے - اگر مضمون تو جھوٹوں کی پاداش دنیا و آخرت میں ہوتی ہے وہی اُسکے لیے کافی ہے مگر اُسے لعنت کا کیا خوف جبکہ [illegible] ملعون کو وہ خدا مانتا ہے - بفضل خدا زمین و آسمان ہمارے آرٹیکلوں سے موعود حدبود کا پتا لگ جاوے گا +

ضرورت ہے

ایک عمدہ کاتب اور مصلح سنگ کی اگر ایسا کاتب ہو جو [illegible] سنگ بھی کرسکتا ہو تو اُسے ترجیح دیجاوے گی البدر کے ہمدرد اور سرپرست احباب اس ضرورت کیطرف خاص توجہ فرماویں اور اپنے تعارف کے مقامات پر تلاش کریں - کار گزاری ایک کاپی اخبار یا کتاب کی روزانہ ہوگی - تنخواہ خط کا نمونہ دیکھکر مقرر ہوگی

(ایڈیٹر)

توسیع اشاعت

اس عنوان کے ماتحت عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ صرف نئے خریداروں کے نام دیے جاتے ہیں اور سرپرستان اخبار کو یہ دھوکا لگتا ہے کہ سابقہ تعداد اشاعت پر اسقدر تعداد اشاعت اور اضافہ ہو گئی ہے حالانکہ اصل معاملہ یہ ہے کہ اگر کچھ خریدار نئے آتے ہیں تو کچھ پُرانے چلے بھی جاتے ہیں اسلیے آیندہ ہم یہ التزام رکھیں گے کہ اخبار کی خریداری سے دست بردار ہونے والے اصحاب کی صرف تعداد بھی درج کر دیا کرینگے تاکہ سرپرستان اور ہمدردان اخبار کو معلوم ہو کہ اخبار کی حالت کہاں تک ابھی قابل امداد ہے

(۱) میرے گرامیقدر دوست ڈاکٹر محمد علیخان صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ یوگنڈا ریلوے اپنے مرحوم و مغفور بھائی ڈاکٹر رحمت علی صاحب کی یادگار میں ۵ نمبر اخبار کے خرید فرماتے ہیں جنمیں سے دو کے نام آپنے خود ارسال فرما دیے ہیں اور باقی تین کی نسبت ارشاد فرمایا ہے کہ وہ ایسے مسکین بھائیوں کے نام جاری کر دیے جاویں جو کہ خود خریداری کی استطاعت نہیں رکھتے لہذا ایسے اصحاب کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اپنے نام جلد ارسال فرما دیویں - خدا تعالیٰ ہمارے دوست ڈاکٹر صاحب کو جزائے خیر دیوے اور جس دوست مرحوم کی یادگار میں اُنھوں نے اس سخاوت سے کام لیا ہے اُس کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا کرے کیا افریقہ کے میرے دوسرے دوست بھی ایسی مثالیں قائم کر کے البدر کے استحکام کی کوشش کرینگے؟ میں اپنے افریقی احمدی بھائیوں سے اسکے جواب کا منتظر ہوں

(۲) قاضی فتح حسین صاحب کوئٹہ سے - محمد ابراہیم خان صاحب وٹرنری اسسٹنٹ سمالی لینڈ سے اپنے خرچہ پر - مستری نظام الدین صاحب معمار افریقہ سے اپنے خرچہ پر ایک ایک خریدار البدر کو دیتے ہیں - حافظ غلام رسول صاحب تین خریدار عطا کرتے ہیں مولوی غلام امام صاحب منی پور آسام سے دو خریدار ارسال کرتے ہیں - جناب عبد الرحیم صاحب اکونٹ ہیڈ اور حافظ نور احمد صاحب صوبہ برار سے بابو غلام محمد صاحب ہیڈ کلرک یوگنڈا اپر ڈسٹرکٹ مقام جنجہ ملک افریقہ سے ایک ایک خریدار البدر کو دیتے ہیں

(۳) الٰہی بخش صاحب جمعدار کوٹ لکھلانہ سے سفارش کرتے ہیں کہ ایک صاحب کے نام مفت اخبار جاری کیا جاوے جو کہ کارخانہ نے ڈاکٹر محمد علیخان صاحب کے خط پر ہی سے جاری کر دیا ہے (۴) رحمت اللہ صاحب لدھران سے - منشی امیر احمد جان صاحب بنوناء - مولوی عبید الحق صاحب کٹانہ ضلع لدھیانہ سے البدر کی خریداری کی درخواست ارسال فرما کر کارخانہ کی عزت افزائی فرماتے ہیں +

مرزا حیرت دہلوی کی اصلاح کی حقیقت

نمبر ۲

حیرت صاحب فرماتے ہیں کہ جتنا روپیہ میرزا صاحب نے اپنے مریدوں سے لے کر .... مسلمانوں کی مخالفت یا منارہ کی تعمیر میں فضول اور برباد کیا ہے اُسی روپے سے اور زیادہ نہیں تو کئی سو لڑکے ولایت جا کر انجنیر اور ڈاکٹر بنجاتے اور قوم میں نئے سر سے ترقی کی روح پھونک جاتی .... اسوقت قوم کو ایک ایسے شخص کی ضرورت ہے جو ان کے لیے کھانے پینے کی تدبیر بتائے جب وجہ معاش نکل آئی تو یہ تھکا فضیحتی اور نا اتفاقی جاتی رہے گی۔

ان فقرات میں حیرت صاحب نے قوم کی ترقی اور آسایش کا مدار اسبات پر رکھا ہے کہ مسلمانوں کی ذریت ولایت جائے اور ڈاکٹر اور انجنیر بنکر آئے اور تھکا فضیحتی اور نا اتفاقی کا علاج وجہ معاش کے معقول ذرائع کو قرار دیا ہے۔ پیشتر اس کے کہ ہم اس امر پر بحث کریں کہ آیا یہ ذرائع کامیابی جو تجویز کیے گئے ہیں واقعی طور پر ذرائع کامیابی ہیں بھی کہ نہیں ہم یہ دیکھتے ہیں کہ کہیں خود حیرت صاحب نے اسکی مخالفت تو نہیں کی اور جن باتوں کو آج وہ قوم کی فلاح اور بہبودی کا ذریعہ قرار دیتے ہیں کیا انھیں باتوں کو وہ قوم کی ہلاکت اور تباہی یا ضلالت کا موجب تو قرار نہیں دیچکے کیونکہ اگر خود انھیں کے اقوال سے اُن کے اس خیال کی تردید ہو جاوے تو اُن کی تحریرات کا لچر اور پوچ ہونا اور زبانداں وغیرہ کے دعاوی کی حقیقت خود واضح ہو جاوے گی۔

کچھ بہت عرصہ نہیں گذرا کہ مسدس حالی کی تردید میں حیرت صاحب نے ایک نظم لکھی ہے جسمیں وہ لندن جانے والوں کو جادۂ اعتدال اور صراط مستقیم سے دور بتلاتے ہیں اسکے وہ شعر یہ ہیں

نئی روشنی کے جو لندن سے آئے
تو یہاں کچھ انھوں نے نئے گل کھلائے
سب ارکان دین الٰہی مٹائے
مطالب پہ قرآن کے منہ وہ آئے

اُسوقت حیرت صاحب کے خیالات ولایت جانے اور وہاں تعلیم حاصل کرنے کے مخالف تھے اور اسی لیے بیچارے حالی پر نے دے ہو رہی تھی کہ یہ ولایت جا کر تعلیم حاصل کرنیکی کیوں اپنی نظم میں ترغیب دیتا ہے بلکہ لندن جانا تو درکنار

اب تو حیرت صاحب کو ایسے شخص کی ضرورت محسوس ہوتی ہے جو اُس کے لیے کھانے کی تدبیر بتائے کیونکہ خدا تعالےٰ جو مسبب الاسباب اور رزاق ہے وہ آج کل حیرت صاحب کے خیال کے موافق اپنی ان صفات سے معطل ہے اور اس سے یہ بھی ثابت ہے کہ حیرت صاحب کا یہ اعتقاد ہرگز نہیں ہے کہ اگر مسلمان اپنی حالتوں کو سنوار کر خود خدا تعالےٰ کیطرف رجوع کریں اور اُس سے دعا کریں تو وہ اُنکی حالت سنوار دے گویا آپ کو دعا سے انکار ہے اور حالی جیسے شخص کی ضرورت کو جس کی وہ اول تردید کر چکے ہیں اب خود محسوس کرنے لگ گئے ہیں کہ بجائے اسکے کہ لوگ خدا کیطرف رجوع کریں اور وہ کوئی اُن کو تدبیر دفع افلاس کی بتلائے یا اُن کے لیے ایسے اسباب مہیا کر دیوے تمام قوم اُس شخص واحد کی خدمت میں خواہش کریں کہ اب تو ہمارا رزاق ہے اور کھانیکی تدبیر بتلا۔

لیکن افسوس کہ اس قسم کی حیرت آمیز منطق اب چلتی نظر نہیں آتی کیونکہ ہندوستان میں ایک ایسا شخص گذر چکا ہے جسنے اپنی طاقت کیموافق کھڑے ہو کر مسلمانوں کی دنیوی بہبودی کے لیے کوشش شروع کی اور قوم کو ادھر متوجہ کرنا چاہا کہ وہ اصل یورپ کے نقش قدم پر چلکر عروج حاصل کریں مگر خود حیرت صاحب اُس کے سد راہ ہوئے اور اُس کی کوششوں کی اگر قدر دانی کی تو اسطرح سے کی کہ ایک نظم میں آپ فرماتے ہیں۔

جو فاقہ میں ہم ہیں تو اُن کی بلا سے
لگا تار غم ہیں تو اُن کی بلا سے
جو آنکھوں میں نم ہیں تو اُنکی بلا سے
گھٹے گرچہ دم ہیں تو اُن کی بلا سے

مگر خیر کیا حرج ہے اگر دن کا بھولا رات کو بھی گھر آجائے تو اُسے بھولا ہوا نہیں کہتے اور ایک انسان جو خدا سے تائید یافتہ نہیں ہوتا اگر اُسکے خیالات میں ایسا انتشار ہو اور گرگٹ کیطرح اُسکی رائے بدلتی رہے تو کونسی بات ہے خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا سلیم ہم حیرت صاحب کو معذور خیال کرتے ہیں اور اس مضمون میں جو اُنھوں نے سرسید کے خیال سے اتفاق کیا ہے اُسکی توبہ اور اصلاح خیال کرتے ہیں خدا تعالےٰ اُنکی گذشتہ غلطی کو عفو کرے بشرطیکہ وہ آئندہ اپنی غلطی ان پر بیان کریں لیکن ایک بڑا اندیشہ یہ ہے کہ جسحال میں حیرت صاحب کی رائے کو قیام نہیں تو یہ کسطرح یقین کیا جا سکتا ہے کہ اگر آج اُن سے متفق الرائے ہو کر قوم کو مجوزہ ذرائع ترقی کیطرف رجوع کرایا جائے تو کل خود حیرت صاحب ہی اسکی مخالفت نکرینگے کیونکہ سابقہ تجربہ اور اُن کے مزاج کا تلون اجازت نہیں دیتا کہ ایسے شخص کی رائے کی اتباع کی جاوے جو آج کچھ کہتا ہے اور کل کچھ۔

قومی ترقی قومی اصلاح اور قومی عروج کا خبط آجکل عموماً دماغوں میں سمایا ہوا ہے اور محض یورپ کی تقلید اور اُسکے خیالات کی اتباع پر اُسکا مدار رکھا گیا ہے اور بہت سے مختلف اسباب ہیں جنکو ان کے حصول کے لیے پیش کیا جاتا ہے کوئی کہتا ہے کہ تعلیم نسواں ہو۔ کوئی کہتا ہے علوم و فنون مغربی حاصل ہونے چاہییں۔ کوئی کہتا ہے کہ صرف پردہ کی رسم اُٹھ جانے سے قوم ترقی کر سکتی ہے۔ کوئی زراعت کو پیش کر رہا ہے۔ کوئی تجارت کی طرف توجہ دلا رہا ہے۔ کسی نے بیقیدی اور آزادی پر قومی اصلاح کا مدار رکھا ہے۔ کسی نے فیشن ایبل اس کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ کہیں یہ کہا جاتا ہے کہ دعا وغیرہ پر اعتقاد رکھنے نے قوم کو ضعیف کر دیا ہے اور اسمیں کسل پیدا ہو گیا ہے اخبار والے اخبار ہی کو پیش کرتے ہیں۔ ایک ہے کہ سیاحت پر آمادہ کر رہا ہے۔ کسی نے دولت کو قوم کی روح بتایا ہے اور ایک فریق ایسا بھی ہے جسنے ناول کی کثرت پر قوم کے عروج کی بنیاد رکھی ہے۔ غرضیکہ اسطرح سے یہ بارہ ذرائع ہیں جنپر آجکل مختلف رنگوں میں قوم کو توجہ دلائی جاتی ہے کہ اگر یہ ہونگے تو ترقی اور اصلاح ہو سکتی ہے ورنہ ہرگز نہیں اور حیرت انھیں سے ہیں جو کہ ان دنوں مغربی علوم میں سے ڈاکٹری اور انجنیری کو پیش کرتے ہیں +

باقیست

رسید زر لغایت ۳۰ اپریل ۱۹۰۴ء

اگر کسی صاحب کا چندہ اخبار بابت ۱۹۰۴ء یا گذشتہ سال کا بقایا جو کہ اُنھوں نے کارخانہ کو ادا کر دیا ہے لیکن درج اخبار ہونے سے رہ گیا ہو تو چاہیے کہ کم از کم اُس ماہ کے حوالہ سے جسمیں اُنھوں نے ادا کیا ہے دفتر میں اطلاع دیدیویں تا کہ پڑتال کیجاوے ورنہ بصورت دیگر کارخانہ ذمہ وار نہ ہوگا۔

دیانت خانصاحب - بسرسر ۶؍ — کرنل الطاف علیخان صاحب کوہاٹ ۳؍
عبدالحق صاحب قریشی ۲ — عبدالحق صاحب کنالہ لدھیانہ ۵؍
عبدالاکبر صاحب دیرہ بالا ۶؍ — محمد حسین صاحب میانہ ۶؍
میر گل شاہ صاحب خٹک پشاور ۶؍ — احمد جان صاحب افسر منشی بنوں ۶؍

وی پی ارسال ہو رہے ہیں مہربانی فرما کر وصول فرمائیں

بچھو کاٹے کا علاج

پیسہ اخبار کا ایک خریدار اپنا تجربہ لکھتا ہے۔ کہ جہاں بچھو نے کاٹا ہو وہاں سفید کونین ہاتھ سے بخوبی مل دینے سے ٹیس اور درد فوراً رفع ہو جاتی ہے

جنوبی افریقہ میں طاعون

قلیوں کی آبادی میں طاعون پھوٹنے سے جوہانسبرگ میں سخت بدحواسی پھیلی ہوئی ہے آبادی کی نسبت اموات کی شرح بہت بڑھی ہوئی ہے۔ بمبئی کے بنیوں میں سے ۳۸ تلف ہو چکے ہیں۔ ڈاکٹر میریس بھی جو قلیوں کے ڈاکٹر تھے طاعون سے فوت ہو گئے ہیں۔ کنبہ کا بُرا حال ہے۔ اسکی بیوی اور لڑکی بھی طاعون کی نذر ہو چکی ہے۔ باقی سب بچے بیمار ہیں (پیسہ اخبار)

اہل اسلام کی جائیداد کا تنزل

عصر جدید نے لکھا ہے۔ کہ مسٹر نیاز احمد صاحب نے مسٹر آر۔ ایچ۔ نیول کے ضلع مظفر نگر کی رپورٹ سے مندرجہ ذیل اقتباس کے ذریعہ سے بخوبی ثابت کر دیا ہے۔ کہ مسلمانوں میں تعلیم اور تہذیب تو فی‌الحال ترقی کر رہی ہیں۔ لیکن اُن کی جائیداد گھٹتی جاتی ہے۔ نیول صاحب کی تحریر کا اقتباس حسب ذیل ہے ۱۸ ویں صدی کے اخیر تک ضلع ہذا کے مشرقی پرگنوں کا بڑا حصہ سادات بارہہ کی ملکیت تھا۔ اور ابتداءً چند پٹھانوں اور شیخوں کے بھی زمیندار و مالک اراضی تھے لیکن سید گرتے چلے گئے۔ اور اُن کی زمین بڑلانہ چھورہ اور بھوجہ کے گوجروں نے قبضہ کر لیا۔ معلوم ایسا ہوتا تھا۔ کہ ان کی قوت عملی ضائع ہو چکی ہے۔ اور وہ اپنے تئیں صرف بیدھڑک اخراجات کرنے سے ممتاز کرنے لگے اور یہ خرچ بسا اوقات اُن کی تباہی کا باعث ہوا۔ اس طور پر قریب قریب اُن کی تمام جائیدادیں اُن کے ہاتھ سے نکل گئیں۔ جو پہلے کھتولی میں اُن کے پاس تھیں۔ اور جانسٹھ اور مظفر نگر کی اکثر زمینیں۔ جاٹوں تگوں۔ اور بنیوں کے ہاتھ میں چلی گئی۔ جانسٹھ کی جائیداد کا بڑا حصہ مہاجنان مالٹرہ کے ہاتھ لگا۔ اور اُن مہاجنوں کی حیثیت سادات جانسٹھ ہی کی وجہ سے بنی تھی۔ بھوکرہیڑی میں سادات مورنا اور تسہ نے بہت کچھ کھو دیا۔ بڑے خریدار مہاجنان خاندان والے تھے۔ لنڈھورہ کے خزانچی نے سادات کی تمام اراضی خریدلی۔ جھنجھانہ میں تمام اراضی جو منتقل ہوئی۔ اسمیں سے نصف رقبہ بالکل مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل گیا۔ پس معلوم یہ ہوتا ہے۔ کہ سارے ضلع مظفر نگر میں انتقالات دہمیں زیادہ ہوئے۔ جہاں مالک مسلمان تھے۔ یہ امر زیادہ تر اُن فضول خرچی کی وجہ سے تھا۔ جسقدر اراضی منتقل ہوئی۔ اُس کا ۳/۴ حصہ روپیہ قرض دینے والے بنیوں کے پاس گیا۔ پچھلے دس سال میں کل انتقالات اراضی (۳۰۹) تھی۔ انمیں سے (۲۰۸) انتقالات سادات اور شیخ اور پٹھانوں نے کیئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسلمان مالکوں میں ایک خاص رجحان ہے۔ کہ بوجہ اپنی فضول خرچی کے اپنی جائیداد کھو دیتے ہیں اب تک یہی فضولی جاری ہے۔ سیدوں۔ اور شیخ زادوں میں بڑی بڑی زمینداریاں اور جائدادیں کو گھٹتے گھٹتے اب چھوٹی چھوٹی رقبہ رہ گئی ہیں۔ حالانکہ اخراجات ویسے ہی چلے جاتی ہیں۔

نماز جمعہ کی تعطیل

سررشتہ تعلیم پنجاب نے تمام مدارس پنجاب کو اطلاع دیدی ہے۔ کہ جمعہ کے روز مدرسین اور طلباء کو نماز جمعہ کیلئے آدھ گھنٹہ کی تعطیل ہوا کریگی اس سے پیشتر حضرۃ حجۃ اللہ علی الارض نے ایک دفعہ جمعہ کی تعطیل کی تجویز کی تھی۔ مگر مولوی محمد حسین بٹالوی کی اس درخواست پر کہ تمیں مسلمانوں کا ایڈریس کیٹ اور یہ کام میرے اہتمام سے ہونا چاہیئے۔ یہ اہتمام اُس کے سپرد کیا تھا۔ سو اُس کا کچھ نتیجہ آجتک ظاہر نہ ہوا اور مولوی صاحب علاوہ گالیوں کے اور روڑا اٹکانے کے سوا کچھ نہ کر سکے۔ مگر الحمد للہ۔ کہ اب اس آسمانی برکات کے ظہور کے زمانہ میں خود اُسکی تحریک ہو چکی ہے اور عنقریب ہے کہ خدا وہ دن بھی لاوے۔ کہ اہل اسلام کے لیئے جمعہ کی تعطیل منظور ہو

طاعون کے متعلق خواب

پیسہ اخبار ایک نامہ نگار کے حوالہ سے لکھتا ہے۔ کہ ایک شخص مراد ولد مہری نے خواب دیکھا۔ کہ وہ جھنگ کے دروازہ میں داخل ہوا ہے۔ تو اُسے حضرۃ علی رضہ نظر آئے۔ جو فرماتی ہیں۔ کہ اب حوصلہ کرو۔ طاعون آگے نہ بڑھیگا۔ شربت مرکب استعمال کرو۔ چنانچہ اس کے استعمال سے فائدہ ہوا ہے۔ ہم نے اس خبر کو پیسہ اخبار کے ایڈیٹر پر بطور حجت کے درج کیا ہے

دجالی کارناموں کا ظہور

سینٹ لوئس ایک مقام واقعہ ملک امریکہ ہے۔ وہاں ایک نمائش یکم مئی سے کھلی ہے منجملہ اور عجائبات کے اسمیں ذیل کی عجیب و غریب کرشمے بھی ہونگے۔ کئی غبارہ باز ہوائی جہازوں میں سوار ہو کر ہوا میں اڑینگے۔ اور اس موقعہ پر کرۂ ہوائیہ میں سوائے اڑنیوالی مشینوں کے اور کچھ نظر نہ آوے گا

ایک عجیب سائنٹفک نظارہ برفانی طوفان کے متعلق دکھلایا جاویگا۔ ناظرین ایک چٹان پر امن و امان سے بیٹھے ہونگے کہ دفعتہً اُن کو سرد ہوا محسوس ہونے لگیگی۔ حتیٰ کہ ہوا کی حرارت درجہ صفر سے گھٹ جاویگی۔ پھر وہ دیکھینگے کہ آسمان سے برف کے ٹکڑے گر رہے ہیں۔ اس کے بعد مصنوعی آندھی آویگی۔ اور زور شور اور گونج بڑی زبردست ہوگی اور بھی اسی قسم کے عجائبات ہونگے

وفات۔ قاضی ضیاء الدین صاحب احمدی مہاجر جو کہ حضرۃ اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بڑے مخلص مرید تھے۔ اور اول المومنین میں سے تھے۔ ۱۵ مئی سنہ ۰۴ع کو بوقت شام قادیان میں فوت ہو گئے۔ چند ماہ سے آپ بعارضہ بخار و پیچش مبتلا تھے

بعد دفن ایک احمدی بھائی نے خواب میں دیکھا۔ کہ ڈاکٹر رحمت علی صاحب مرحوم اور خان صاحب محمد خان صاحب مرحوم سابق افسر بگی خانہ سرکار کپورتھلہ دونوں قاضی صاحب کو لینے آئے ہیں۔ اور قاضی صاحب ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ سامنے میز لگی ہوئی ہے

پردہ۔ افسوس سے بیان کیا جاتا ہے۔ کہ دیسی ریاستوں میں رسم پردہ بالکل اٹھتی جاتی ہے۔ دکن میں پردہ کی رسم نہیں تھی۔ صرف والیان ملک کی عورتیں پردہ کرتی ہیں جو کہ اب ترک کی جاتی ہے۔ مہاراجہ صاحب بڑودہ اور ٹھاکر صاحب گونڈل نے بالکل پردہ اٹھا دیا ہے

دودھ کی حفاظت۔ مسٹر موٹ سمتھ ایک فرانسیسی مصور نے یہ ایجاد کی ہے۔ کہ دودھ کا پانی خشک کر کے اُس کے سفوف کو بوتلوں میں بھر دیا جاوے۔ جب دودھ بنانا ہو ایک حصہ سفوف کو ۶ حصہ پانی میں ملا کر تازہ دودھ بنالو۔

دہشت طاعون۔ سنا گیا ہے۔ کہ لاہور میں ایک بابو صاحب راستہ سے گذر رہے تھے۔ کہ ایک بوڑھیا فقیرنی نے اُسے سوال کیا اور کہا۔ کہ ایک پیسہ دیجا۔ انہوں نے نہ دیا۔ فقیرنی نے پھر تکرار کیا۔ لیکن اُسے نہ ملا۔ آخر کار وہ اٹھکر بابو صاحب کے پیچھے چلی۔ تو بابو صاحب نے حیرت زدہ ہو کر کہا۔ کہ تو کون ہے۔ اُس نے کہا۔ میں طاعون ہوں۔ بابو صاحب پر ایسی دہشت طاری ہوئی۔ کہ جلیب

مین تین چار روپیہ تھے ۔ وہ سب نکالکر زمین پر رکھدیئے ۔ اور کہا کہ تو یہ لیلے اور آپ بڑی زور سے بھاگ نکلی ۔ اسی قسم کا ایک واقعہ اخبار عام نے درج کیا ہے کہ موضع کوتارہ ضلع لودیانہ کے تمام باشندے طاعون کے خوف سے باہر نکل گئے ۔ جب سب چلے گئے تو نمبردار نے خیال کیا ۔ کہ مین رہکر کیا کرونگا ۔ وہ بھی اپنی قبائل کو لیکر کافور ہوا ۔ چونکہ جلدی جلدی اقدام ہو گئی تھی ۔ اسوقت اپنی بوڑھی ماں کو ساتھ نہ لیجا سکا ۔ خیال کیا کہ کل اپنی والدہ کو بھی لیجاؤنگا ۔ چوروں نے جب یہ نام سُنا کہ موضع مذکور کے لوگ سب بھاگ بھوگ گئے ہین ۔ تو وہ چوری کیلئے تیار ہو کر گاؤن مین جاکر دیکھا ۔ کہ سنسان ہے ۔ نہ تو آدمی کا پتہ ہے اور نہ جانور کا ۔ اُنھون نے کُھلم کُھلا بینا چوری کا کام شروع کیا سوچا کہ نمبردار ہی سب سے زیادہ مالدار ہو گا ۔ پہلے اُس کی مکان کا صفایا کرو ۔ چنانچہ اُنھون نے اُس کے مکان کا دروازہ توڑا اور اندر گھسے ۔ چورون نے دالان مین قدم ہی رکھا تھا کہ اندر سے یہ آواز آئی ۔ "بیٹا تم آگئے ۔ مین تو تمہاری راہ تکتی تکتی باؤلی ہوئی جاتی تھی" ۔ چورون نے جو یہ آواز سُنی ۔ خوف کے مارے دہڑام دہڑام زمین پر گر گئے ۔ اُنھون نے سمجھا کہ یہ طاعون کی آواز ہے ۔ دو چور تو فرار ہو گئے اور دو گر کر خوف کے مارے مرگئے ۔ اسکی اطلاع روز علی الصباح نمبردار کو بھی اپنی والدہ کو لینے مکان مین گیا ۔ اسکی والدہ نے کہا کہ کیا تم رات کو بھی مکان مین آئے تھے ۔ کیونکہ کھٹکا معلوم ہوا تھا ۔ مجھے سے اوٹھا نہ گیا ۔ ورنہ مین دیکھتی ۔ کہ کیسا کھٹکا ہوا ہے ۔ نمبردار کو یہ بات سُنکر فکر ہوا ۔ اچھی طرح جب دالان کو دیکھا تو معلوم ہوا ۔ کہ دو آدمی مرے پڑے ہین

افغانستان ۔ بی بی حلیمہ اور امیر کابل کے درمیان جو ناچاقی ہو گئی تھی ۔ اُس کی نسبت سنا گیا تھا ۔ کہ پھر آپس مین صلح ہو گئی ۔ اور سردار عمر جان اور بی بی حلیمہ نظر بندی سے رہا ہوگئے ۔ سردار عمر جان کو قلعہ کی کمان دی گئی ہے ۔ اور کل فوجین برائے نام اُس کے ماتحت رکھی گئی ہین ۔ لیکن ساتھ ہی امیر صاحب نے اپنے خسر کے اعزاز مین ترقی کی ہے ۔ یعنی اُسے افغانی فوج کا سپہ سالار کر دیا ہے اب سنا گیا ہے ۔ کہ بی بی حلیمہ اور امیر صاحب کے درمیان پھر ناچاقی ہوگئی ہے ۔ امیر صاحب نے سرحدی فرقون کو طلب کر کے کہا ۔ کہ گورنمنٹ انگریزی اور روس چاہتی ہین [illegible] ۔ اسکے جواب مین ہر فرقہ کے قائم مقام نے کہا ۔ کہ قبل ازین اپنی ہماری علاقون کو بغیر ہماری رضامندی کی انگریزون کو دیدیا ہے ۔ اور ہمین سخت افسوس ہے ۔ لیکن اگر کوئی حکومت آپ کے علاقہ پر جبراً قبضہ کرنا چاہے ۔ تو ہم اُس کی حفاظت کو طیار ہین بشرطیکہ ہتھیار مل جاوین ۔ امیر نے اس جواب پر سب

کے دستخط کراکر ایک نقل انگریزی گورنمنٹ کو ارسال کردیگا

قانون توسیع میعاد ہی

۲۵ اپریل کی پنجاب لیجسلیٹو کونسل مین ایک قانون بہت ہی دلچسپ اور ضروری پیش ہوکر پاس ہو گیا ہے ۔ جس قرضہ کی میعاد بجائے تین سال کے چھ سال کردی ہے ۔ یعنی آج کل جو یہ قانون ہے ۔ کہ اگر قرضدار ۳ سال تک نالش کر کے اپنا قرضہ وصول نکرے ۔ تو اس کے حقوق تلف ہوجاتے ہین ۔ آیندہ ۶ سال تک اُسے وصول کرنیکا حق ہو گا ۔ لیکن یہ قانون صرف پنجاب کے لئے خاص ہو گا ۔ اس سے باہر اُس کا کوئی اثر نہ ہو گا ۔

لنڈن مین ایک اسلامی مسجد

پیسہ اخبار ڈیلی کرانیکل کے حوالہ سے لکھتا ہے ۔ کہ مین اسلامک سوسائٹی نے لنڈن مین ایک اسلامی عظیم الشان مسجد کے تعمیر کی تجویز کی ہے ۔ جس کا پتھر سبز رنگ کا ہوگا

غسل عروج کا باعث ہی

انگریزی اخبار گلوب کے کسی نامہ نگار نے اس امر کو ثابت کرنیکی کوشش کی ہے ۔ کہ روزانہ غسل کرنیوالی قومین ہمیشہ اُن قومون پر حکمران ہوتی آئی ہین ۔ جو کہ غسل کی عادی نہیں ہوتین ۔ زمانہ قدیم کی تاریخ کے حوالہ سے وہ لکھتا ہے ۔ کہ رومہ والے روزانہ غسل کے عادی تھے ۔ اور جو کام دنیا کی تاریخ مین اُنھون نے کیا ۔ وہ ظاہر ہے ۔ اہل اسلام جو دن مین پانچ ۵ ہاتھ منہ دہوتے ہین ۔ اور غسل کرنیکے عادی ہین ۔ اُنکے عالی شان کارنامون سے تاریخین بھری پڑی ہین ۔ انگریزون کی بڑائی کی ایک یہ بھی وجہ ہے کہ وہ کسی ملک اور آب وہوا مین کیون نہ ہون ۔ مگر ٹھنڈی پانی سے ضرور غسل روزانہ کرتے ہین ۔ گذشتہ جنگ جو چین اور جاپان کے مابین ہوئی تھی ۔ اُسمین جاپان روز غسل کرنیوالا اور چین غسل سے کانپنے والا تھا ۔ اس لئے جاپان غالب ہوا ۔ کوریا کے لوگ غسل تو درکنار منہ بھی نہیں دہوتے ۔ اس لئے وہ کسی نہ کسی کے ماتحت رہتے ہین ۔ پھر وہ لکھتا ہے ۔ کہ موجودہ جنگ روس و جاپان مین دونون اقوام غسل کرنیوالی ہین ۔ مگر فرق یہ ہے کہ روسی غسل کو عیاشی جانتے ہین ۔ اور جاپانی ضروریات زندگی مین سے خیال کرتے ہین ۔ روسی ہفتہ مین ایک بار نہاتے ہین ۔ اور پانی کم خرچ کرتے ہین ۔ کمرہ کی گرمی سے جسم پر پسینہ نکالکر تھوڑی سے پانی سے جسم کو صاف کر لیتے ہین ۔ اور جاپانی روز سرد پانی سے غسل کرتے ہین ۔ اس لئے اُس کا خیال ہے ۔ کہ جاپان غالب رہیگا

تعجب ہے ۔ کہ ہندوستان و پنجاب کے ہندو جو کہ ہر روز صبح کو اشنان کرتے ہین ۔ وہ کیون مفتوح قوم ہین علیٰ ہذا القیاس کنچنیان بھی سہ پہر کو ضرور غسل کرتی ہین نہیں معلوم اُن کی حکومت کا زمانہ کیون نہیں آیا ؟

مقدمات

۶ رمئی سنہ ۴ء کو مقدمہ شیخ یعقوب علی صاحب بنام مولوی کرم الدین وغیرہ پیش ہُوا ۔ اور شیخ صاحب مکرر بہ حیثیت مستغیث پیش ہوئے ۔ ۹ رمئی تک بہ استثنائے ۸ رمئی بیان وجرح فریق مخالف ہوتی رہی

۹ رمئی کو حضرة اقدس والا مقدمہ تھا ۔ جو کہ ۱۰ کو ملتوی ہُوا ۔ اور اُسدن مولوی محمد علی صاحب ایم ۔ اے گواہ استغاثہ کا بیان وجرح شروع ہوئی ۔ مستغیث کرم الدین نے مولوی صاحب کو چھوڑنا جاہا تھا ۔ مگر وہ گواہ قائم رہے ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ تاریخ کو بھی اُن کا بیان ہوتا رہا

۱۴ تاریخ کو مقدمہ شیخ یعقوب علی صاحب بنام کرم الدین پیش ہوکر حافظ عبد القدوس صاحب قدسی کی شہادت کیلئے ۲۳ مئی مقرر ہوئی اور دوسرے گواہ بابو غلام حیدر خان صاحب تحصیلدار پنڈ دادنخان کیمتعلق اجرائے کمیشن کا سوال ۱۶ کو فیصل ہو گا

حضرة اقدس ۸ سے ۱۲ رمئی تک برابر گورداسپور رہے ۔ اور مقدمہ ہوتا رہا ۔ انجام کی اطلاع پھر دینگے

۱۲ رمئی تک صرف مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے بیانات اور اُنپر جرح ہوتی رہی

بہت ضروری اطلاع

احمدی احباب کو خصوصاً اور عام پبلک کو عموماً مطلع کیا جاتا ہے ۔ کہ البدر کیمتعلق ہر ایک قسم کی خط وکتابت اور ترسیل زر وغیرہ مینیجر البدر کے نام ہونی چاہیئے ۔ اور البدر کیمتعلق اُسکی عدم رسیدی یا اور قسم کی متعلقہ شکایت ہو ۔ تو براہ راست دفتر البدر کو اس سے مطلع کرنا چاہیئے ۔ مگر دیکھا گیا ہے ۔ کہ بعض احباب کسی نہ کسی وجہ سے جب حضرة اقدس کو کوئی خط لکھتے ہین ۔ تو اُسمین ان امور کا بھی جو البدر کیمتعلق ہین ۔ حضرة حجة اللہ ہی سے جواب چاہتے ہین ۔ قطع نظر اس کے کہ اس سے آپ کے اوقات گرامی کا حرج ہوتا ہے ۔ آپ کو بہت تکلیف ہوتی ہے ۔ کیونکہ آپکو اخبارون سے کسی قسم کا تعلق نہیں ہے ۔ نہ آپکو کوئی علم خریدارون اُنکی قیمتون کے وصول یا ذیا روانگی اخبار کیمتعلق ہوتا ہے ۔ بلکہ آپ کو تو اُنکی مندرجہ مضامین سے بھی کوئی تعلق نہیں ہوتا ۔ اخبار مین جو کچھہ درج ہوتا ہے ۔ وہ ایڈیٹر کی ذاتی تالیف ۔ ترتیب اور رائے ہوتی ہے ۔ حضرة اقدس سے کوئی استمزاج یا استصواب انکی متعلق نہیں کیا جاتا اور نہ آپکے اوقات گرامی مین اتنی فرصت ہے ۔ پس آیندہ کیلئے یہ ضروری نوٹ کر لیا جاوے ۔ کہ کل خریدار ہر قسم کی خط وکتابت براہ راست دفتر البدر سے کرین ۔ اور کسی معاملہ مین حضرة اقدس کی طرف نہ لکھا جاوے +

کارخانہ البدر قادیان کی احمدیہ بک ایجنسی کی کتب کا اشتہار

ذیل کی کتب جنکی قیمت مین رعائت کی گئی ہے۔ وہ صرف آخر جون ۱۹۰۴ء تک اس لئے ہے۔ کہ موجودہ سٹاک دست بدست نکل جاوے۔ اور جو لوگ انکی قیمت کیوجہ سے انکی مطالعہ سے محروم ہیں۔ انکو اس سے

نام کتاب و خلاصہ مضمون	صفحہ	مصنف	اصل قیمت	رعایتی قیمت
طب روحانی بغیر دوا کے علاج کرنیکا طریق مسمریزم یعنی علم توجہ۔ کی نسبت اس امر کا ثبوت کہ اسکی اصل انبیاء ہی ہین۔ یسوعی معجزات کی کل اسکے ذریعہ ہاتھ آتی ہے۔ اور امراض کا علاج بلا دوا وغیرہ ہو سکتا ہے۔ اسکے تبلائے ہوئے طریقوں پر اگر انسان مشق کرے۔ تو اپنے وجود کو زیادہ نافع الناس بنا سکتا ہے۔ اور خیالات مین یکسوئی اور انکے کرنیکی عادۃ بھی ہو جاتی ہے	۱۶۰	صوفی احمد جان صاحب نقشبندی احمدی دہلوی	عصہ	۱۲
شہادۃ آسمانی حصہ اول و دوم بجواب کلمہ رحمانی جو لدھیانہ کے ایک کورٹ انسپکٹر نے حضرۃ مسیح موعودؑ کی مخالفت مین بڑی شدومد سے لکھی تھی۔ علاوہ اعتراضات کے ذوالقرنین۔ خردجال یاجوج۔ ماجوج۔ اور مسئلہ تصویر پر بحث ہے۔ (عام کتابون سے نصف تختی ہے)	۲۹۶	منشی محمد اسمٰعیل صاحب احمدی ڈرافٹسمین دہلوی	۷/	۵/
السر المکتوم انجیلی شہادتوں سے نبی کریم صلعم کا تشفیع ہونا۔ اور جن مردونکو مسیح نے زندہ کیا ہے۔ انکا حقیقی مردہ نہونا ثابت کیا ہے۔	۱۰۰	ایضاً	۵/	۴/
رویائے صالحہ۔ مصنف کی بیعت کی سرگذشت اور صحف سابقہ مولوی محمد حسین کے فتوا سے	۷۲	″	۲/	۱/
آیات الرحمان کفر ملیار کرنیکا ثبوت بجواب عصائے موسےٰ مصنفہ الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ لاہور	۴۰۰	مولوی محمد احسن صاحب	عصہ	۸/

نام کتاب و خلاصہ مضمون	صفحہ	مصنف	اصل قیمت	رعایتی قیمت
تحذیر المومنین۔	۴۰۰	مولوی محمد احسن صاحب	۸/	۴/
اعلام الناس۔	۱۰۰	″	۶/	۳/
مسک العارف۔	۶۴	″	۴/	۲/
کشف الالتباس۔	۲۸	″	۱/	۰/
موعظہ حسنہ۔	۴۰	″	۲/	۱/
سوا البسیل۔	۴۴	″	۳/	۱/
شہادۃ القرآن۔	۸۲	حضرۃ مسیح موعودؑ	۴/	۳/
نور القرآن حصہ اول۔	۳۶	″	۳/	۲/
سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب	۳۲	″	۱/	۱/
اعجاز احمدی۔	۹۰	″	۳/	۲/
القاظ النائمین۔	۲۴	مولوی محمد احسن صاحب	۱/	۰/
تفسیر سورہ جمعہ۔ قرآنی حقائق اور معارف کا خزینہ اور قوم کی اصلاح کے سبق	۴۶	حکیم نور الدین صاحب	۴/	۳/

ذیل کی کتب پر کوئی رعائت نہیں

اعجاز احمدی ۳/ - قول الصحیح - عاقبۃ المکذبین - صیانۃ الناس ۱/

الفرقان ۲/ - سر الشہادتین ۱/ - وفاۃ مسیح پنجابی ۲/ - کامن پنجابی ۱/

انوار الاسلام پریس قادیان دار الامان مین محمد افضل و معراج الدین صاحب ایڈیٹران کے اہتمام سے چھپا۔